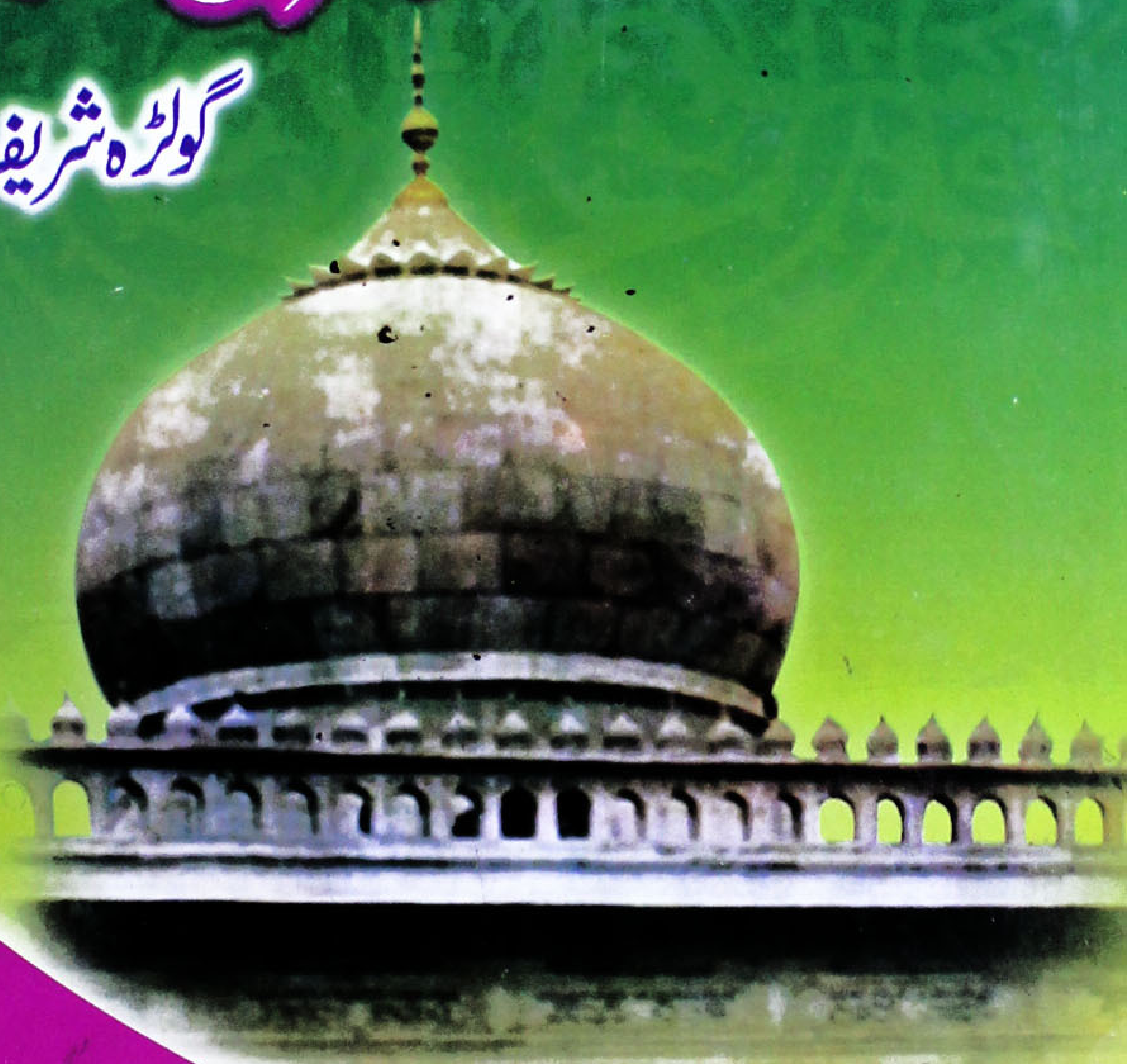
حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سیرت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

گولڑہ شریف



تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

سیرت
حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تحریر حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
[illegible] لاہور
Ph 042 7352022
M. P 0300-4477371

نام کتاب: حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد حسیب القادری

پبلشرز: اکبر بک سیلرز

تعداد: 600

قیمت: 120/- روپے

ملنے کے پتہ

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

فہرست

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہادیٔ برحق بنا کر بھیجا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کی تعلیم دی اور جن کی سیرتِ مبارکہ تا قیامت ہر انسان کے لئے ایک نمونہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد فروغِ اسلام و تبلیغ اسلام کا کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے جاری رکھا۔ ان حضرات کے بعد اولیاء اللہ آئے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ ان اولیائے کرام کی سیرتِ پاک کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کا تعلق کسی گروہ یا فرقے سے نہیں تھا بلکہ انہوں نے صرف اور صرف خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنی زندگیاں دین اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں۔ اللہ عزوجل کے یہ ولی حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی منہ بولتی تصویر تھے اور ان کی زندگیاں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں بسر ہوئیں۔

اولیائے کرام کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے اور ان بزرگوں کی شبانہ روز محنت سے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان اولیائے کرام نے بنی آدم کو اللہ عزوجل کی حقیقت روشناس کی۔ یہ لوگ عشق الٰہی میں ایسے مگن تھے کہ انہیں دنیاوی مصیبتوں، تکلیفوں کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ ان لوگوں کی زندگی کا مقصد صرف دین الٰہی کی سربلندی تھا اور جو کوئی بھی دین اسلام پر اعتراض کرتا ان کے اعتراضات کا جواب دینا تھا۔ یہ ان اولیاء اللہ کی شبانہ روز محنت ہے جس کی وجہ سے آج دین اسلام دنیا کے ہر کونے میں پھیل چکا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کے فروغ کے لئے بے شمار اولیاء اللہ آئے جنہوں نے اس سرزمین پر دین اسلام کی شمع روشن کی اور ان اولیاء اللہ کی تبلیغ سے اس خطے میں اللہ عزوجل کی وحدانیت کی حقیقت سے لوگ آشنا ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں جن لوگوں نے اپنی زندگیاں دین اسلام کے لئے وقف کیں ان میں سے ایک نام حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی زندگی سے ہی عیش و آرام چھوڑ کر جنگلوں بیابانوں کا رُخ کیا اور حصول علم کے لئے مختلف جگہوں کا سفر کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا دور نہایت ہی پُرفتن دور تھا اور اس دور میں دین اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام بے بنیاد باتوں کی تردید کی جو ان فرقوں میں رائج ہو چکی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں فتنہ قادیانیت برپا ہوا جس کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس فتنہ کے بانی اور نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور شکست فاش سے دوچار کیا۔

زیرِ نظر کتاب ''سیرتِ پاک حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس صوفی بزرگ کی کاوشوں اور ان کے کارناموں کو اُجاگر کیا جائے تا کہ ہم لوگ جو کہ آج کے اس مادی دور میں مشکلات اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں ان کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کر کے اور اس کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس ادنیٰ سی کوشش قبول فرمائے اور ہمیں ان اولیائے کرام کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

از خاکپائے اولیاء

محمد حسیب القادری

مختصر تعارف

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیرہویں صدی ہجری میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش جس دور میں ہوئی اس دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہو چکی تھی اور مسلمان ایک نازک دور سے گزر رہے تھے۔ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کر رکھا تھا اور مسلمان جو کہ برصغیر پاک و ہند پر صدیوں سے حکومت کر رہے تھے اب زوال کا شکار تھے۔ انگریزوں نے بے شمار علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا تھا اور برصغیر پاک و ہند کی دیگر اقوام پر بالعموم اور مسلمانوں پر بالخصوص ان کا ظلم و ستم عام تھا۔ اس پُرفتن دور میں بھی کچھ اولیاء اللہ ایسے تھے جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی و اشاعت کا مشن جاری رکھا اور انگریزوں کے ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے۔ ان اولیاء کرام میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء کرام شامل تھے جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اپنوں اور غیروں کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز پیر کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد دنیاوی عیش و آرام کو خیرباد کہا اور جنگلوں بیابانوں میں چلے گئے تاکہ عبادت الٰہی میں سکون حاصل ہو اور قرب الٰہی سے واصل باالحق ہوں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں انگریزوں کی شہ پر قادیانیت کا فتنہ نمودار ہوا جس میں ایک بد بخت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس بد بخت مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزوں کی مکمل حمایت حاصل تھی جس کی وجہ سے یہ بد بخت سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بنا کر اور انہیں دولت کا لالچ دے کر اپنے ساتھ شامل کر رہا تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہر محاذ پر شکست فاش سے دو چار کیا اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا۔ فتنہ قادیانیت کے سد باب کے لئے جن اولیاء اللہ نے کوششیں کیں ان میں سب سے قد آور نام حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہے جن کی کاوشوں کی بدولت اس فتنہ کا سد باب ہوا اور آج تک یہ فتنہ ضلالت کے گڑھوں میں گرتا جا رہا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ ابتدائے حال میں ہی تزکیہ نفس کی خاطر خود کو ترکِ غذا کا عادی بنا لیا تھا اس لئے جب بڑھاپے کے آثار نمودار ہوئے تو جسمانی کمزوری اس وقت ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر بیمار رہنے لگے۔ رشد و ہدایت کے اس ماہتاب نے ۲۹ صفر المظفر بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک گولڑہ شریف اسلام آباد میں آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے جہاں روزانہ ہزاروں لوگ حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکت سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

نام ونسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''مہر علی'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام ''سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب والد ماجد کی جانب سے پچیس واسطوں سے پیرانِ پیر محی الدین حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور چھتیس واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ نسب پچیس واسطوں کے بعد پیرانِ پیر محی الدین حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

والد ماجد کی جانب سے سلسلہ نسب:

۱۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سید روشن دین رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سید عبدالرحمن نوری رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سید عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت سید غیاث علی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت سید فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت سید اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت سیّد احسان رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت سیّد درگاہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت سیّد جمال رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت سیّد محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سیّد ابی محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت سیّد میراں محمد کلاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت سیّد میراں شاہ قادر قمیض ساڈھوروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت سیّد ابی الحیات رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت سیّد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت سیّد بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت سیّد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت سیّد داؤد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت سیّد ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت سیّد تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ پیرانِ پیر محی الدین حضور غوث اعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت سیّد ابوصالح دوست جنگی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت سیّد عبداللہ الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت سیّد یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت سیّد شمس الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت سیّد ابوبکر داؤد رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت سیّد موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت سیّد عبداللہ صالح رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت سیّد موسیٰ الجون رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت سیّد عبداللہ محض رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت سیّد حسن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

۳۸۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ نسب:

۱۔ حضرت سیّدہ معصومہ رحمۃ اللہ علیہا

۲۔ حضرت سیّد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سیّد شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سیّد چراغ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سیّد ایر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سیّد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت سیّد مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت سیّد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت سیّد ایر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت سیّد مقیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت سیّد عبدالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت سیّد نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت سیّد اعلیٰ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت سیّد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سیّد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت سیّد مسیح الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت سیّد ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت سیّد شمس العارفین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت سیّد مومن رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت سیّد مشتاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت سیّد ابی صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت سیّد تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ پیرانِ پیر محی الدین حضور غوث اعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ طریقت جیلانی، رزاقی، قادری، چشتی، نظامی و صابری تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حنفی المسلک تھے۔ حضر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نسب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر بے حد درود و سلام۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو پکڑنے والا بندہ المعروف بہ مہر علی شاہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے عرض گزار ہے کہ نوع انسانی میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو چیز شرف کا باعث ہے وہ تقویٰ ہے اور اس کی شہادت اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں جواب دہی سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرص وہوس سے بچا کر رکھتا رہا اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور یہ فرمانِ الٰہی کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو

متقی ہے اور بلاشبہ اس مقصد عظیم کا تعلق ذاتِ ربانی سے ہے اور حضور نبی کریم ﷺ پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر اللہ عزوجل کی طرف سے درود و سلام۔ یہ نسبت اور تعلق خواہ کامل ہو یعنی حسب و نسب دونوں لحاظ سے ہو یا فقط حسب کے لحاظ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اہل بیت نبی! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور فرما دے اور جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے تمہیں پاکیزہ بنا دے اور ذیل کا ارشاد کہ اے نبی ﷺ کی بیبیو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اور احادیث پاک میں فرمانِ نبوی ﷺ کہ جس نے ان کے ساتھ یعنی میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے میرے اہل بیت سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے ہی بغض رکھا۔ نیز فرمایا کہ میرے اہل بیت کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہیں جو اس میں سوار ہو جائے گا فلاح پا گئے اور یہ سب فرمان اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔

میں ملک ہندوستان کے سادات کی سیادت کے معاملے میں ہمیشہ خوش رہتا تھا حتیٰ کہ مجھے اپنے حسب یعنی کما!! تِ کسبیہ کے پیش نظر اپنے متعلق ایسے خیالات آتے تھے حالانکہ علم ونسب کی وہ تمام کتب جو اس خطہ میں معتبر شمار کی جاتی ہیں میرے جد بزرگوار اور مرشد طریقت حضرت پیر سید فضل دین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بطورِ سند موجود تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت' فطری جیلانی کے باعث مجھے اس ضمن میں مطمئن کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے سیّدی و شیخی' پابند شریعت مصطفیٰ ﷺ حضرت مسکین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت فرما کر مجھے ظن غالب تک پہنچا دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عم

بزرگوار حضرت پیر سیّد روشن حسین رحمۃ اللہ علیہ اور والد بزرگوار حضرت پیر سیّد رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد شریف میں حضرت سیّد حبیب مصطفیٰ ابن سیّد قاسم قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بارگاہِ غوثیہ نے اس امر کی سند عطا فرمائی تھی کہ ان کا نسبی تعلق حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سے صحیح اور درست ہے۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سند گولڑہ شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کے ساتھ محفوظ ہے اور یہ سند ۱۳۱۱ھ میں عطا ہوئی۔ اس سند کا ترجمہ ذیل ہے:

"حضرت پیر سیّد روشن دین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ حسب ونسب کے لحاظ سے پیرانِ پیر حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں اور فیض و برکت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی وارث ہیں اور میرے لئے بمنزلہ اپنی اولاد کے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے متوسلین کو چاہئے کہ ان کے ہاتھ کو میرا ہاتھ اور ان کی زبان کو میری زبان سمجھیں۔"

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بفرمان بزرگانِ جد امجد رکھا گیا۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پوٹھوہاری زبان میں ''اجی'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب سے ہی مشہور ہوئے۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت سیّد روشن شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بھائی حضرت سیّد غلام رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ پوٹھوہار کے علاقہ گولڑہ شریف میں آکر آباد ہوئے اور اس خطہ کی باطنی ولایت کے وارث قرار پائے۔

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۵ء کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی حسن ابدال کے گیلانی سادات خاندان میں ہوئی جو کہ حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤ الدین المعروف حضرت بہاول شیر قلندر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک میں سے تھے اور نویں صدی ہجری میں بغداد شریف سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے اور حجرہ شاہ مقیم میں قیام پذیر ہوئے تھے۔

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے ماموں حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں اوراد و وظائف اپنے فرزند حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت بے حد وسیع تھا۔

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نوے برس کی عمر ۲۴ رجب المرجب

۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک گولڑہ شریف میں احاطہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک مسجد سے متصل ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر روضہ تعمیر نہیں کیا گیا۔

حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ اوصاف اور وارداتِ حال کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں عجز و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ غریبوں کی ہمدردی اور مظلوموں کی حمایت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ تھا۔ کسی بھی مظلوم کی مدد کرنا اپنا فرض اولین قرار دیتے تھے۔ سخاوت، شجاعت اور سپہ سالاری کے اوصاف سے مزین تھے۔ حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت پیر محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر ولایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک صاحبزادی شامل ہیں۔ جس وقت حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک پچاس برس تھی۔

✿✿✿

ولادت باسعادت

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز پیر گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ جس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت برصغیر پاک و ہند میں مسلمان نہایت ابتری کی زندگی گزار رہے تھے اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو گزرے محض دو سال ہوئے تھے۔ مغلیہ سلطنت ختم ہو چکی تھی اور دین اسلام کے ماننے والوں کو چن چن کر صفحہ ہستی سے ختم کیا جا رہا تھا۔ ہزاروں مسلمان ہجرت کر کے برصغیر پاک و ہند سے جا چکے تھے۔ الغرض جس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی وہ دور مسلمانوں کے لئے نہایت ہی پُرفتن دور تھا اور مسلمان انگریزوں کے ظلم و ستم برداشت کرنے پر مجبور تھے۔

مجدد عالم:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ذیل کے مصرعوں سے واضح ہے۔

مجدد قرن الرابع عشر
ہست این مظہر حبیب حق
این مظہر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
مولد او نخزن عشق حق است

۱۲۷۵ھ

علم الاعداد کی روشنی میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک کے اعداد ۷۸۶ بنتے ہیں جو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد (۷۸۶) کے مطابق ہیں۔

علم جفر کے مطابق اگر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے حروف میں جو مکرر آتے ہیں مثلاً ی' الف اور ہ ان کو ختم کر دیا جائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے اعداد کا مجموعہ ۱۴۰۷ نکلتا ہے جو مجدد قرن رابع عشر یعنی چودھویں صدی کے مجدد کے مکرر حروف ذ' ر اور ع کو حذف کرنے کے بعد نکلتے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت پیدا ہوئے تو صیہونی طاقتیں دین اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھیں اور مسلمانوں کو دینی تعلیم سے باغی کیا جا رہا تھا اور اس سلسلے میں نہایت ہی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے تھے۔ لوگوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے کے لئے مشنری سکولوں کا قیام جاری تھا۔ چنانچہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب مسلمانوں پر امتحان کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس صدی ہجری کے اواخر میں ایک مجدد کو پیدا کرتا ہے جو دین اسلام کی آبیاری کر کے اسے دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے آخر میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس دین کو دوبارہ سے زندہ کرے گا۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اطراف سے کئی بشارتیں ملتی رہیں۔ حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ کی مسند پر رونق افروز تھے اور حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد اور ماموں تھے اُن کو بھی بخوبی علم تھا کہ ان کے خاندان میں ایک ذی وقار شخص کی پیدائش ہونے والی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سے کچھ روز قبل ایک مجذوب شخص خانقاہ میں داخل ہوا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ یہ مجذوب شخص اکثر اوقات حضرت سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا تذکرہ کرتا رہتا۔ چنانچہ جس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو اس مجذوب شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور قدم بوسی کرنے کے بعد خانقاہ سے رخصت ہو گیا۔

ابتدائے حال

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی چار برس کے تھے کہ ایک دن پیر طریقت حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی کا ابتدائی قاعدہ پڑھتے تھے انہوں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شدید گرمی میں خانقاہ کے بیرونی دروازے کے باہر تشریف فرما ہیں اور شدید دھوپ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک پر سرخ ہو رہا ہے۔ دھوپ کی اس شدت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹھے دیکھ کر حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً چھتری منگوائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سایہ کیا۔ حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ نے جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر واپس نہ بھجوا دیا وہیں چھتری لئے کھڑے رہے اور فرماتے رہے: اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ حضرت پیر فضل دین رحمۃ اللہ علیہ چونکہ صاحب نظر بزرگ تھے اور احوال و کیفیات سے آگاہی رکھتے تھے اس لئے ان کا یہ فرمانا بے جا نہ تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مستقبل میں کس بلند مرتبہ پر فائز ہونے والے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بچپن میں مجھے شہری آبادی سے ایک عجیب وحشت محسوس ہوتی تھی اور اسی وجہ سے میں ویرانوں میں چلا جاتا تھا جہاں جا کر مجھے ایک دلی سکون حاصل ہوتا۔ میں ابھی کم سن ہی تھا اور گھر کے دروازوں کے اندر لگی زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا یعنی میں کسی چیز پر کھڑے ہوئے بغیر دروازہ نہ کھول سکتا تھا چنانچہ میں شام ہوتے ہی ایک پتھر دھکیل کر دروازہ کے قریب رکھ دیتا اور رات ہوتے ہی جب دیکھتا کہ سب گھر والے سو چکے ہیں تو میں پتھر پر چڑھ کر دروازہ کھولتا اور گھر سے باہر نکل کر گھر کے سامنے واقع پہاڑی نالے کے گڑھوں اور

جھاڑیوں میں چلا جاتا اور وہاں اپنی رات بسر کرتا۔ آہستہ آہستہ جب میں بڑا ہوا تو یہ وحشت اس قدر بڑھ گئی کہ اکثر و بیشتر میں سردیوں کی شدید ٹھنڈ میں بھی اس برساتی نالے کے ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا کرتا تھا۔ موسم سرما کی یخ بستہ ہوائیں چل رہی ہوتیں اور میں مطالعہ سے فراغت کے بعد اس نالے کے پاس چلا جاتا اور مجھے سرد ہواؤں سے ایسی تسکین ملتی جیسے گرمیوں میں ٹھنڈے پانی سے کسی کو ملتی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت میں سات برس کا تھا ایک روز خواب میں شیطان نے مجھ سے کہا کہ آؤ کشتی لڑتے ہیں جب میں شیطان کو گرانے لگتا تو دل میں ایک عجیب سرشاری پیدا ہوتی کہ میں شیطان پر غالب آ گیا ہوں مگر پھر اچانک رُخ بدل جاتا اور جب شیطان مجھ پر حاوی ہونے لگتا تو میں فوراً سے بیشتر لاحول ولاقوۃ پڑھ لیتا جس سے شیطان مغلوب ہو جاتا۔ چنانچہ تین چار مرتبہ ایسا ہی ہوا اور پھر اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے میں نے شیطان کو زیر کر لیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن کی ان کیفیات کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قدرتِ کاملہ شروع سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربان تھی اور اپنی نگرانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگہداشت کر رہی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی دنیاوی عیش و آرام سے باغی تھے اور عبادتِ الٰہی میں سکون پاتے تھے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اللہ عزوجل نے جب کسی شخص سے کوئی بڑا کام لینا ہوتا ہے تو اس کی تربیت اور باطنی صفائی خود کرتا ہے تا کہ وہ اس کام کے لئے موزوں ٹھہرے اور اس سے کسی بھی قسم کی کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو۔

تعلیم و تربیت

حضرت سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو کم سنی میں ہی خانقاہِ قادریہ میں درس قرآن اور مدرسہ میں فارسی کی تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ جس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ جانا شروع کیا تو اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر لے جاتا تھا اور اٹھا کر واپس لاتا تھا۔ جس وقت مدرسہ کے بچوں نے راولپنڈی جا کر امتحان دیا اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک خادم کے کندھوں پر امتحان دینے کے لئے گئے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کم سنی کا پتہ چلتا ہے۔ امتحانات میں انگریز ممتحن تھا۔ اس نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو پوچھا کہ ''باید'' کا مصدر کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح جواب بتایا تو ممتحن نے یہ کہہ کر ساری جماعت کو پاس کر دیا کہ جب اس مدرسہ کا ایک کم سن بچہ صحیح جواب دے سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے استاد کا طریقہ تعلیم نہایت ہی احسن ہے اور پوری جماعت لائق ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حافظہ بے مثال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جو سبق دیا جاتا تھا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً یاد کر لیتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید پڑھتو ناظرہ رہے تھے مگر جب ناظرہ قرآن مجید ختم ہوا تو اساتذہ کرام پر منکشف ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پورا قرآن مجید حفظ ہو چکا ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا تھا کہ قدرت مستقبل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی بڑا کام کروانا چاہتی ہے جس کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی تیار کیا جا رہا تھا۔

حفظ قرآن کے بعد عربی فارسی صرف و نحو کی تعلیم کے لئے حضرت سید نذر الدین

شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضلع ہزارہ کے ایک فاضل اور قابل عالم دین مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قافیہ تک کی تعلیم دی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس دور کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ ایک روز مولوی غلام محی الدین صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا روزانہ کے سبق کا مطالعہ بھی کرتے ہو یا نہیں؟ چونکہ اس وقت کم سنی کی وجہ سے میں ''مطالعہ'' کے لفظ سے ناآشنا تھا اس لئے میں نے اسے زبانی سبق یاد کرنے سے تشبیہ دیا اور اگلے روز تمام سبق زبانی یاد کر کے استادِ محترم کو سنایا تو وہ بے حد حیران ہوئے۔

مولوی غلام محی الدین کو پتہ چلا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی ہیں تو انہوں نے ایک روز امتحان لینے کی غرض سے ایک سبق یاد کرنے کے لئے کتاب دی جس کے اوراق نہایت ہی خستہ حال تھے اور عبارت پڑھنا بے حد مشکل تھا۔ مولوی غلام محی الدین صاحب نے کہا کہ اگر تم نے یہ عبارت زبانی یاد نہ کی تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ جو عبارت کتاب سے پڑھی نہ جاسکے اس کو میں کس طرح پڑھوں اور یاد کروں۔ مولوی غلام محی الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے سبق یاد کرنے کو کہا۔ چنانچہ بامر مجبوری حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کو لے کر آبادی سے باہر تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو کر عبارت پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب کافی دیر گزرنے کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا اور عرض کی:

''باری تعالیٰ! تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے اس عبارت سے آگاہی بخش دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔''

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں سے ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھ کر یاد کر لیا۔ جیسے ہی وہ عبارت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ ہوئی وہ عبارت نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

111698

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت واپس ہوئے اور مولوی غلام محی الدین کو جا کر وہ عبارت سنائی۔ انہوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر شبہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس عبارت کے صحیح ہونے پر کامل یقین ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے باہر آ جائے اور کہے کہ یہ عبارت غلط ہے تو میں اس کی بات کو درست نہیں مانوں گا۔

مولوی غلام محی الدین نے جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو وہ اُن کی بات کی تصدیق کے لئے اسی روز راولپنڈی گئے اور وہ کتاب تلاش کی۔ جب انہیں وہ کتاب مل گئی اور انہوں نے اس عبارت کو درست پایا۔ الغرض جب وہ راولپنڈی سے واپس آئے تو انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خذف شدہ اوراق کی جو عبارت بتائی تھی وہ حرف بہ حرف درست ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع بھوئی میں:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب مولوی غلام محی الدین سے علم نحو کا سبق پڑھ چکے تو انہوں نے ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کے سوالات کا جواب دینا اب میرے بس کی بات نہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے کو کسی فاضل عالم دین کے پاس بھیجیں میں اس کے مشکل سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہوں اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں اس کی تعلیم صحیح طریقہ سے نہیں کر پا رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے کو صاحبزادگی کے ماحول سے دور رہ کر تعلیم حاصل کرنے دیں تا کہ اس کی تعلیم احسن صحیح طریقے سے مکمل ہو سکے۔

چنانچہ حضرت سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت کے معروف عالم دین مولانا محمد شفیع قریشی کے مدرسہ میں داخل کروا دیا جو کہ موضع بھوئی حسن ابدال میں واقع تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ قریباً اڑھائی سال تک مولانا محمد شفیع قریشی کے پاس زیر تعلیم رہے اور ان سے منطق قطبی تک اور نحو اور اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں موضع بھوائی میں قیام کے دوران کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس وقت گولڑہ شریف کے نواح میں تین مشہور مدرسے تھے جب میں ان میں سے کسی کو پسند کرنے کے خیال سے ادھر جارہا تھا تو میں نے ایک ٹیلہ کے پاس تینوں راستے پھوٹتے ہوئے دیکھے۔ میں نے اس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو ہر جانب خواتین نے کپڑے دھوکر دھوپ میں سکھانے کے لئے ڈال رکھے تھے۔ دو جانب تو رنگین کپڑے تھے جبکہ ایک جانب کے کپڑے سفید رنگ کے تھے چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یہ سفید رنگ اس بات کی نشانی ہے کہ اس راستہ میں نورانیت اور اُجلاپن زیادہ ہے اور وہ راستہ بھوئی حسن ابدال کی جانب جاتا ہے۔

بھوئی میں قیام کے دوران ایک مرتبہ بھوئی کے قریبی گاؤں میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق ورثا نے اردگرد کے لوگوں اور مدرسہ کے طلباء و اساتذہ کو ایصالِ ثواب کے لئے بلوایا۔ ایصالِ ثواب کی اس محفل میں گڑی افغاناں اور بھوئی کے طلباء کے درمیان علمی بحث شروع ہو گئی۔ لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا اور وہ طلباء کے سوال و جواب سننے لگے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس محفل میں موجود تھے انہوں نے حاضرین میں ایک صاحب سے کہا کہ مجھے کندھوں پر اٹھا کر دائرہ کے اندر پہنچا دو۔ ان صاحب نے کہا کہ تم بچے ہو تم کیا کرو گے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو ان صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اندر پہنچا دیا۔ اس وقت گڑھی افغاناں کے دو فارغ التحصیل طلباء جو کہ اعلیٰ تعلیم ہندوستان سے حاصل کر کے واپس آئے تھے اور مدرسہ بھوئی کے طلباء سے سوال و جواب کر رہے تھے اور اپنی علمیت کی وجہ سے ان پر حاوی ہو رہے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے گڑھی افغاناں کے ان دونوں طلباء سے ایسے سوالات کئے جن کے جوابات ان سے نہ بن پڑے اور اساتذہ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فاتح قرار دے دیا۔ گڑھی افغاناں کے طلباء نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ ایک کم سن بچے نے ان کو شکست سے دوچار کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ خبر گردش میں آ گئی کہ گڑھی افغاناں کے طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ

کو اغوا کر لیں گے جس کی وجہ سے بھوئی کے طلباء حفاظت کی غرض سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد پہرہ دینے لگے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع انگہ میں:

بھوئی میں حصولِ تعلیم کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور سرگودھا تشریف لے گئے جو کہ گولڑہ شریف سے قریباً سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک ہم مکتب فقیر نادر دین سے ملے جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھوئی میں زیر تعلیم رہے تھے اور اب موضع انگہ میں مولوی سلطان محمود صاحب کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ فقیر نادر دین نے مولوی سلطان محمود صاحب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کروایا اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ میں داخلہ مل گیا۔ اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک بے حد کم تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہدایت الحکمت مصنف صدرالدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ پڑھنا شروع کی۔

جن دنوں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع انگہ میں زیر تعلیم تھے اس دوران ایک شخص جو خود کو قصیدہ غوثیہ کا بہت بڑا عامل مانتا تھا اور اس نے لوگوں پر اپنا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا اور لوگ اس کی نہایت عزت کیا کرتے تھے مدرسہ میں وارد ہوا۔ تمام لوگ اس شخص کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے مگر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حال میں مست رہے اور اس شخص کے آنے پر تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ ایک بچہ اس کی تعظیم کے لئے کھڑا نہیں ہوا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے لڑکے! تو مجھے نہیں جانتا؟ میں قصیدہ غوثیہ کا بہت بڑا عامل ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم قصیدہ غوثیہ پڑھنا شروع کرو میں قصیدے والے کو بلاتا ہوں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات کہی تو وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کرنے لگا اور واپس چلا گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا شہرہ موضع انگہ کے قرب و جوار میں پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق ان کی زیارت کے لئے آنے لگے۔

ایک مرتبہ موضع انگہ میں دورانِ تعلیم حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو قوالی کا شوق ہوا۔ جب قوالی کا شوق جب حد سے زیادہ بڑھ گیا تو بعض طلباء نے ایک روز جمعہ کی شب خفیہ طور پر قوالی کا اہتمام کیا جس میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب قوالی سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت قدرے پرسکون ہوئی۔ جب حاسدین کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قوالی سننے کا پتہ چلا تو انہوں نے مولوی سلطان محمود صاحب سے اس بات کی شکایت کی اور انہوں نے تمام طلباء کو بلا کر ڈانٹا اور جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو مولوی سلطان محمود صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آئندہ قوالی سننے سے منع فرمایا۔ مدرسے سے ملحقہ ایک حجرہ میں ایک مائی صاحبہ رہائش پذیر تھیں جو کہ صاحب کشف حال تھیں اور نہایت ہی متقی اور عبادت گزار تھیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ مولوی سلطان محمود اپنے شاگرد کو ڈانٹ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

> ''آج تو مولوی سلطان محمود صاحب اس بچے کو ٹوک رہے ہیں لیکن جب کل کو ان کے مقام اور مرتبہ سے آگاہ ہوں گے تو اس کے پاؤں دھو دھو کر پئیں گے۔ یہ بچہ نہایت ہی عالی مرتبت ہے اور اللہ عزوجل کے نزدیک اس کا مقام نہایت ہی بلند ہے۔''

مائی صاحبہ کی یہ پیشین گوئی اس وقت سچ ثابت ہوئی جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ایک مرتبہ عرس مبارک سے واپسی پر مولوی سلطان محمود نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو موضع انگہ آنے کی دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ استادِ محترم کے ہمراہ موضع انگہ روانہ ہوئے تو راستہ میں استاد صاحب گھوڑے سے اتر کر پیدل ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے آگے دوڑنے لگے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب استادِ محترم کو دیکھا تو خود بھی گھوڑے سے اترنے لگے۔ مولوی سلطان محمود صاحب نے کہا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے سے اترے تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حق شاگردی سے عاق کردوں۔ پھر کہا کہ ایک مرتبہ سیال

شریف کے سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے گھوڑے کے آگے دوڑے تھے جس کا میرے دل پر بوجھ تھا اور میں اسے بے ادبی محسوس کرتا تھا۔ الحمدللہ آج میں نے اس گستاخی کی تلافی کر دی۔

بعد ازاں موضع انگہ پہنچ کر مولوی سلطان محمود نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث شریف پڑھانے کی اجازت دی۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے استادِ محترم کے حکم سے حدیث شریف پڑھانا شروع کر دی اور یوں مائی صاحبہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان استادِ محترم پر ظاہر ہوئی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ موضع انگہ کے نزدیک ایک ویران مسجد تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس مسجد میں جنات کا بسیرا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی شخص اس مسجد کی جانب رُخ نہ کرتا تھا۔ جب مجھے پتہ چلا تو میں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد اس مسجد میں چلا گیا اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اکثر و بیشتر اپنی عادت بنالی جس کی وجہ سے دیگر لوگوں نے بھی اس مسجد میں جانا شروع کر دیا۔

موضع انگہ میں ہی قیام کے دوران ایک مرتبہ مولوی سلطان محمود کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم ہوگیا جس پر باندھنے کے لئے ارنڈ کے پتوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارنڈ کے پتے لانے کی ذمہ داری قبول کی اور انگہ سے کچھ فاصلہ پر پہاڑیوں میں چلے گئے اور ارنڈ کے پتے تلاش کر کے رومال میں باندھ کر واپس آنے لگے۔ اس دوران راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیئے نے ایک گدھی کو گرایا ہوا ہے اور گدھی کا بچہ بے چینی سے چکر لگا رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رومال جس میں پتے باندھے ہوئے تھے اس سے بھیڑیئے کو مارنا شروع کر دیا جس سے وہ بھیڑیا بھاگ گیا۔ اس دوران اردگرد سے کچھ کسان اکٹھے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ یہ ایک خونخوار درندہ تھا اگر تم پر حملہ کر دیتا تو کیا ہوتا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ مجھ سے گدھی کے بچے کی محبت دیکھی نہیں گئی جو بے قراری سے اپنی ماں کے گرد بھاگ رہا تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اس گدھی اور بچے کو ہنکاتے ہوئے اپنے ساتھ لے آئے۔ مولوی سلطان محمود نے جب دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سارا ماجرا گوش گزار کر دیا اور جب مولوی سلطان محمود نے سارا واقعہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شاباش دی اور اگلے روز جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو بیان کیا کہ کس طرح ایک چھوٹے سے بچے نے ایک خونخوار درندے سے ایک گدھی اور اس کے بچے کو بچایا۔

انگہ میں قیام کے دوران حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر سے باقاعدہ ماہوار خرچہ آتا تھا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نادار طلباء میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود طلباء کے بچے کھچے روٹی کے ٹکڑے تناول فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس جود و سخا کی بدولت مدرسہ کے تمام طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے۔ انگہ میں قیام کے دوران حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریاضت و مجاہدات کو اپنی زندگی کا باقاعدہ حصہ بنا لیا جو تادمِ وصال قائم رہا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں انگہ میں قیام پذیر تھا ان دنوں ایک عمر رسیدہ بزرگ شکر کوٹ میں رہا کرتے تھے ان کا نام بابا نور ماہی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور یہ سلسلہ قادریہ عالیہ میں حضرت شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت تھے اور ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ کو ایک بکرا یا دنبہ خود پال کر حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ختم دلاتے تھے اور اس بکرے کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکوا کر فقراء میں تقسیم کرتے تھے اور ساتھ ہی حلوہ روٹیاں پکوا کر فقراء میں تقسیم فرماتے۔ ایک مرتبہ شکر کوٹ سے انگہ جا رہا تھا کہ میں نے راستے میں ان کو دنبہ چراتے دیکھا جسے وہ گیارہویں شریف کے لئے پال رہے تھے۔ وہ بزرگ اس دنبے کو اٹھاتے اور کہتے کہ او میرے محبوب دیا لیلیا اور ان کے ان الفاظ میں محبت کا ایک ایسا سمندر تھا جس سے میں بے حد متاثر ہوا اور میں نے سوچا کہ حصولِ علم سے فراغت کے بعد میں گوشہ تنہائی میں اپنی زندگی بسر کروں گا اور درس و تدریس نہیں کروں گا۔ جب میں ان بزرگ سے ملنے کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے فرمایا: پیر صاحب! جو

شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا وہ ایسا ہے جیسے بے ثمر کے درخت۔ یہ بات کہہ کر وہ بزرگ پھر سے اپنے دھنے کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ حضرت بابا نور ماہی رحمۃ اللہ علیہ کا رابطہ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد مضبوط تھا اور وہ بلند پایہ کے صوفی بزرگ تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم طلباء کو بھی پڑھاتے تھے جس کی اجازت مولوی سلطان محمود نے دی تھی۔ انگہ میں قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ موسم سرما کی طویل راتیں مطالعہ میں بسر کرتے تھے حتیٰ کہ اذانِ فجر ہو جاتی تھی۔ اس دوران طلباء کی ایک کثیر تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حصولِ علم کے لئے آنے لگی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شکرکوٹ میں رہائش اختیار کی مگر دن کے وقت حصولِ علم کے لئے انگہ تشریف لے جاتے۔ اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف تیرہ برس تھی اور اس کم عمری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نامی گرامی اساتذہ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

مولانا لطف اللہ کی خدمت میں:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع انگہ میں اڑھائی سال قیام پذیر رہے اور اس دوران درسِ نظامی سے فلسفہ، ریاضی، فقہ کی آخری کتب، معقول، احادیث کی کتب صحاح ستہ اور تفسیر بیضاوی وغیرہ کے علاوہ تمام اسباق پڑھ لئے تھے۔ موضع انگہ سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ مولانا لطف اللہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ علی گڑھ میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام قریباً اڑھائی برس رہا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ میں قیام کے دوران حصولِ علم کے ساتھ درس و تدریس میں بھی مصروف رہے اور اس دوران بے شمار طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے تھے۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران والد بزرگوار حضرت سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ بڑھا دیا گیا اور یہ رقم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باقاعدہ ہر ماہ ملتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس رقم کو بھی نادار اور مفلس طلباء پر خرچ کر دیتے اور خود روزے سے رہتے۔ علی

گڑھ میں ایک پٹھان طالب علم محمد محمود بھی اپنی قابلیت کی وجہ سے مشہور تھا اور کچھ طلباء کو درس دیا کرتا تھا۔ جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے درس دینا شروع کیا اور طلباء نے جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا تو محمد محمود کے پاس صرف ایک طالب علم رہ گیا جسے اس نے دھمکی دی کہ اگر وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں گیا تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس طالب علم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ وہ بے فکر ہو کر درس میں آئے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ چنانچہ ایک روز محمد محمود اس طالب علم کو اکیلا پا کر اس کے سینہ پر سوار ہو گیا اور اسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس طالب علم نے شور مچایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ آ گئے اور محمد محمود کو اس کے سینہ سے اتار کر خود محمد محمود کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ جب محمد محمود نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آئندہ کے لئے ایسی حرکت نہ کرنے کی قسم کھائی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے معاف فرما دیا۔

مولانا لطف اللہ کی طرف سے اسناد کی ادائیگی:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا لطف اللہ کی جانب سے قرآن مجید کی تفاسیر، کتب احادیث اور دیگر علوم کی اسناد بھی عطا ہوئیں جو آج بھی تبرکاتِ عالیہ مزار شریف میں محفوظ ہیں۔

درس وتدریس

حصول علم کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف واپس تشریف لے آئے اوراس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف انیس برس تھی۔اس وقت والد بزرگوار حضرت سیّد نذرالدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور والد بزرگوار کے پیرومرشد حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنا شروع کی۔اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور ساتھ ہی ساتھ عبادت وریاضت اور مجاہدات میں بھی مشغول رہنے لگے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں علوم دینیہ کی پہلی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور بحیثیت معلم درس وتدریس دینا شروع کیا۔یہ درسگاہ گولڑہ شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی مسجد میں قائم کی گئی جس میں ابتداء میں پچاس کے قریب طلباء نے داخلہ لیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں بلاشبہ ایک بہترین معلم کے اوصاف موجود تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہجے کی تاثیر کچھ ایسی تھی کہ جو کچھ بیان کرتے سننے والوں کو وہ یاد ہو جاتا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درس سنتے تو وہ بے اختیار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ ہو جاتے۔ذوق والے اور بے ذوق ہر قسم کے طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا مطلب یکساں طور پر سمجھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ سے فارغ ہونے والے بے شمار طلباء بعد ازاں نامور علماء بنے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس کا سلسلہ حالت استغراق اور کیفیت جذب ومستی آنے تک جاری رکھا۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جذب ومستی طاری

ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت استغراق میں گم رہنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ درس و تدریس کو خیر باد کہہ دیا۔

شادی خانہ آبادی:

جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حصولِ علم کے بعد گولڑہ شریف واپس تشریف لائے تو کچھ دنوں کے بعد حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد اصرار پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ننھیالی رشتہ داروں میں حضرت سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے حسن ابدال میں انجام پائی۔

بیعت و خلافت

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد [illegible] اور حضرت سید نذر دین شاہ [illegible] کے مرشد پاک اور ان کے ماموں حضرت پیر شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے لیکن آپ بچپن میں ہی بیعت ہو چکے تھے اور چونکہ اذکار و اشغال میں بھی مشغول رہتے تھے حضرت پیر فضل الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت بھی عطا فرما دیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی اور کامل شیخ بھی ملے تو اس سے بھی کسب فیض حاصل کرنا۔

جن دنوں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ انگہ میں مولوی سلطان محمود سے پڑھ رہے زیر تعلیم تھے ان دنوں ایک مرتبہ مولوی سلطان محمود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیال شریف دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر واقع ایک چھوٹا سا شہر ہے جو انگہ سے بائیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت ہی شفقت سے پیش آئے۔

چنانچہ جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حصول علم سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف گئے اور حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر چشتیہ نظامیہ سلسلہ میں بیعت ہوئے اور پیرو مرشد کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنی شروع کیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کو سراہتے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک محفل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود پر سیر حاصل بحث کی اوراس مسئلہ کی وضاحت کچھ اس انداز میں فرمائی کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفتوحات کلیہ کے مطالعہ کی تاکید فرمائی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت سے راز منکشف ہوئے۔ پیرو مرشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارے گئے لمحات کے بارے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''مجھے پیر و مرشد کے وصال کے بعد بھی ان کی حضوری اور کامل توجہ ایسے ہی میسر رہی جیسی مجھے اُن کی زندگی میں حاصل تھی۔''

خرقہ خلافت کا ملنا:

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ بیشتر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کوسلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور قادریہ کے تمام اوراد و وظائف اور اشغال کی اجازت دی اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ' آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی نظر و کرم فرماتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ تھے جنہیں خرقہ خلافت سے سرفراز کیا گیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور باطن میں ایک نکھار پیدا ہوا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیال شریف میں بیعت عام کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بعد از اجازت وخلافت اور بحکم مرشد پاک واپس گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔ جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے اسی ہفتہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع شریعت وطریقت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے عارفین میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا تھا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''شمس العارفین'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نسباً کھوکھر سیال تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے مورث اعلیٰ شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ پشت پہلے ہوئے ہیں۔ حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ ریاضت وعبادت میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سیال شریف میں مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام میاں محمد یار رحمۃ اللہ علیہ تھا اور والدہ کا نام جنت بی بی رحمۃ اللہ علیہا تھا جو کہ قرآن پاک کی حافظہ تھیں اور بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱۴ھ بمطابق ۱۷۹۹ء کو موضع سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ والدین نے نومولود کا نام ''شمس الدین'' رکھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت پیدا ہوئے اس وقت پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی اور ان کا رویہ ظالمانہ اور جابرانہ تھا۔ سکھوں کا مسلمانوں پر تشدد دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت میاں محمد یار رحمۃ اللہ علیہ اپنی حق گوئی کی وجہ سے سکھوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور ان کے ظلم وستم برداشت کرتے رہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں عام بچوں کی طرح کھیل کود سے کسی بھی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے بچپن میں ہی قرآن پاک کی تعلیم کے لئے قریبی مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے سات برس کی عمر میں قرآنِ پاک ختم کر لیا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں میاں احمد دین کے ہمراہ ڈھوک پنڈی گھیپ تشریف لے گئے جہاں کچھ عرصہ میں نامِ حق اور کریما وغیرہ کتب پڑھیں پھر مکھڈ چلے گئے جہاں تیرہ برس مقیم رہ کر دین کی تمام کتب کی تعلیم حاصل کی۔

مکھڈ میں حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کا بڑا شہرہ تھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حصولِ علم کے لئے حاضر ہوئے۔ اپنے علمی ذوق کی وجہ سے جلد ہی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور اُن کے شوق نے حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد متاثر کیا جس کی وجہ سے وہ اپنے اس ہونہار شاگرد پر خصوصی توجہ فرمانے لگے۔ جب کھانے کا وقت ہوتا تو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھاتے اور کھانا کھلاتے۔ حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس ہونہار شاگرد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مختلف علمی مسائل پر گفتگو کرتے جس سے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میں مزید علم حاصل کرنے کا شوق اور زیادہ بڑھتا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر منطق، فلسفہ، صرف و نحو اور عربی و فارسی میں مہارت حاصل کی اور پھر مزید تعلیم کے حصول کے لئے ضلع کیمبل پور کے موضع اخلاص کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا۔ بعدازاں واپس حضرت مولانا محمد علی مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے۔

جن دنوں میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ واپس حضرت مولانا

[illegible] علی معدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے [illegible]
[illegible] سلسلے میں افغانستان جانے لگا۔ محمد امین حضرت خواجہ شمس الدین [illegible]
[illegible] کا معتقد تھا اس لیے اس نے حضرت مولانا محمد علی معدنی [illegible]
[illegible] خصوصی برکت کے لیے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی [illegible]
[illegible] حضرت مولانا محمد علی معدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ [illegible]
[illegible] سے مشورہ کیا اور ان کی رضامندی کے بعد [illegible] افغانستان جانے [illegible]
[illegible] محمد امین کو تجارت کے سلسلے میں افغانستان [illegible]
حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے کابل میں [illegible]
[illegible] اور حدیث شریف کی سند بھی حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد علی معدنی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
[illegible] مقیم رہتے تھے [illegible]
[illegible] اور اپنی [illegible] سے [illegible]
[illegible] شہرت [illegible]
[illegible] ایک روز [illegible] نے حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible] محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
[illegible] عرض کیا [illegible]
[illegible] محمد علی معدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شاہ [illegible] سلیمان [illegible]
[illegible] بیعت [illegible]

چونکہ حضرت مولانا محمد علی معدنی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
[illegible] حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible]

قیام فرمایا۔ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کو پتہ چلا تو وہ بڑے پریشان ہوئے اور وہ تونسہ شریف میں حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اکلوتے فرزند کو مکھڈ میں مقید کر رکھا ہے۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا کہ وہ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے والد محترم کے ہمراہ روانہ کر دیں۔ مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کے اس فرمان کو دیکھ کر اپنی جان کو قربان کر دیا اور حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے اعزاز سے ان کے والد محترم کے ساتھ روانہ کر دیا۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ تجرد اور تفسیر کے شہسوار تھے مگر اپنے والدین کے اصرار پر اپنے چچا میاں احمد یار کی صاحبزادی سے نکاح پڑھوالیا۔ جس وقت حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قریباً ۳۴ برس تھی۔ نکاح کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں شریف میں مستقل قیام فرمالیا اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور سیال شریف کو ہی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۴۲ء میں سیال شریف میں ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کی بنیاد رکھی جس میں برصغیر پاک و ہند کے نامور علماء کرام کو دینی تعلیم کے لئے بلوایا گیا۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس زمانہ میں مسند ارشاد بچھائی اُس زمانہ میں برصغیر پاک و ہند میں افراتفری کا زمانہ تھا اور انگریز برصغیر پاک و ہند کے ایک بڑے حصے پر قابض ہو چکے تھے۔ پنجاب میں سکھوں نے شورش برپا کر رکھی تھی اور پورا پنجاب ان کی لوٹ مار کا شکار تھا۔ اس دوران ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا واقعہ پیش آیا جس کے بعد

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں پر ایک کڑی آزمائش کا دور شروع ہو گیا۔ مسلمانوں کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا اور مسلمان نہایت ابتری کی زندگی گزارنے لگے اور انگریزوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے لگے۔ ان ابتر حالات میں جب حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا تو ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور اپنے دلوں کی تشنگی کو مٹانے لگے۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق اوصافِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب افعال حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق تھے۔ دینی معاملات میں ہر وقت نیاز مندانہ پابند رہتے تھے اور مصائبات پر صابرانہ شکر کرتے تھے۔ شہر کے مفلسوں اور بے کسوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ ہر شخص سے شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اور مسکینوں یتیموں پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور بے شمار کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رونما ہوتی رہتی تھیں۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ پیر روشن ضمیر تھے۔ جب تک لنگر تمام مہمانوں میں تقسیم نہ ہو جاتا تب تک خود نہ کھاتے تھے۔ ہمیشہ تھوڑا کھاتے اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتے۔ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے اور مرشد پاک کی جانب سے ملے ہوئے اوراد و وظائف باقاعدگی سے مقررہ اوقات میں پڑھتے رہتے تھے۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جب زیارت حرمین شریفین سے لوٹے تو ایک دن شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز ظہر اپنے [illegible] فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] عافیت [illegible] ان کے دیدار سے مشرف فرمائے۔ اس کے بعد حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ہوئے اور دعا فرمائی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سجدے سے سر اٹھایا تو حاضرین محفل نے دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمام حاضرین اور مریدین [illegible]

...مریدوں سے یہ تاریخ نوٹ فرمائی جس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے کہا
...دعا فرمائی۔ جب حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو پتہ
...واپسی پر حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو جہاز میں ہیضہ کا مرض لاحق
...تھا اور ...شفا کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس وقت اللہ عزوجل نے کوئی غیبی مدد
...سے صحت یاب ہوئے اور وقت ظہر کا ہی وقت تھا اور وہی دن تھا جس دن
حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو دعا کے لئے کہا تھا اور خود بھی سربسجود
ہو کر دعا فرمائی تھی۔

ایک مرتبہ ریاست جموں کا ایک وزیر چند قیمتی تحائف اور کپڑے لے کر حضرت
شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ راجہ صاحب نے آپ
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ بھیجا ہے اور دعا کی درخواست کی ہے کہ کلکتہ کے وائسرائے نے
جموں اور کشمیر کی پُرفضا اور پُربہار زمین سرکاری قبضہ میں لینے کا حکم دیا ہے اور اس کے عوض
...اور جگہ جاگیر دینے کا فیصلہ کیا ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ وہ اس ارادے
سے باز آ جائے۔ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔ اس دوران اس
وائسرائے کو انگلینڈ سے بلاوا آ گیا اور اس کے بعد جتنے بھی وائسرائے آئے ان میں سے
کسی کا بھی خیال اس طرف نہ گیا۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب حق کو چاہئے کہ نماز
...کے بعد کامل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر مربع شکل میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اور
ہاتھوں کو زانوں پر رکھے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے بائیں پاؤں کی رگ
کیماس کو مضبوطی سے پکڑے جس سے حرارت پیدا ہو کر تصفیہ کا باعث بنے اس سے دل کی
چربی جو خناس کی آرام گاہ ہے پگھل جاتی ہے اور وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔ پھر سب دنیاوی
خیالات دور کر کے دل وزبان سے ذکر شروع کرے۔ ذکر سے پہلے درود شریف تین مرتبہ
اور لاحول ولاقوۃ تین مرتبہ پڑھے پھر لا الہ الا اللہ بلند آواز سے شروع کرے۔ اس ذکر سے

تصفیہ و تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اور اس کی مشق سے دل زندہ ہوتا ہے اور خواب و بیداری میں آوازِ ذکر محسوس ہوتی ہے۔ محرمِ راز ہونے کے علاوہ محبتِ الٰہی کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس ذکر کا طریقہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب سانس اندر آئے تو لا الٰہ اور جب سانس باہر آئے تو الا اللہ اور زبان کی بجائے سانس سے کہے۔ ہمہ وقت زبان تالو سے چپکا دی جائے تاکہ حرکت نہ کر سکے۔ ان کلمات کی ابتدا اور انتہا ذوق سے کرے۔ ہر وقت اس ذکر کو جاری رکھنے سے دل خود بخود ذاکر بن جائے گا۔

شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحت آخر عمر تک بہت اچھی رہی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام معمولاتِ زندگی بااحسن نبھاتے رہے مگر جب ۱۵ محرم الحرام ۱۳۰۰ھ کا دن آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادہ محمد دین کو بلایا اور اپنے وصال کی خبر دی اور فرمایا کہ میں نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی تھی کہ میری عمر میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ہو اور ان سے تجاوز نہ کرے۔ بالآخر ۱۸ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ عارضہ تپ دق میں مبتلا ہوئے اور چند روز بیمار رہنے کے بعد ۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیال شریف میں ہی مدفون کیا گیا اور مولوی معظم الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سیال شریف ضلع سرگودھا میں مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے۔ خواجہ محمد دین صاحبزادہ محمد فخر الدین اور صاحبزادہ محمد شمس الدین۔ بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد دین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین ہوئے۔

شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد بے شمار ہے ان میں سے چند ایک مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد [illegible]

دین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صاحبزادہ محمد شعاع الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام حیدر شاہ جلال پور شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی فضل الدین چڑ چا شریف شاہ پور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی معظم الدین تحصیل بھیرہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی محمد امین چکوڑی شریف گجرات رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالجلیل شاہ پور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی حفیظ ماہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد محمد شاہ غزنوی خراساں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد اکرام شاہ رسول نگر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد نو بہار شاہ ڈیرہ غازی خاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں پیر بخش میانوالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد جند وڈا شاہ صاحب عیسیٰ خیل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد حسن شاہ سنجر ڈیرہ غازی خاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں علی حیدر میانوالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی سلطان محمود ناڑ یوالہ خوشاب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی احمد دین کلور میانوالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملاں خوشنود یوسف زی کابل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد حیات شاہ نارنگ والا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولوی غلام محمد خوشاب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد رستم علی پونچھ رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت سیّد محمد سعید زنجانی بھڑتھوی شاہدرہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

فرمودات:

- جو شخص روزانہ سوتے وقت اپنا محاسبہ کرتا ہے وہ بُری خصلتوں سے بچا رہتا ہے۔
- درویش وہی ہے جو یادِ حق اور مخلوق پر شفقت کا حامل ہے۔
- بغیر ذکر دل کی صفائی اور فکر کی روشنی حاصل نہیں ہو سکتی۔
- حقیقی درویش وہ ہے جو خالق حقیقی کی عبادت ریا سے پاک ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر کرے۔
- صوفی جب کامل تصور شیخ کو پالیتا ہے تو اسے کسی گناہ کی ہمت نہیں رہتی۔
- ادب آموزِ عشق ہے عشق جتنا زیادہ ہوگا اسی قدر محبوب کے آداب زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں گے۔

سیر و سیاحت

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر پیر و مرشد شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس کو خیرباد کہہ کر عالم جذب و مستی میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے ہم عصر اولیاء سے ملاقاتیں کیں اور مختلف شہروں میں بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دی اور ان سے اکتسابِ فیض حاصل کیا۔ پانچ سال کے سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر مراقبہ کیا تو ندائے غیبی آئی کہ جو کچھ معین الدین کے پاس ہے وہی کچھ تمہارے پاس ہے تم واپس جاؤ۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس گولڑہ تشریف لے آئے اور رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران سفر لاہور، ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور ہزارہ میں موجود بے شمار اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی اور کسب فیض حاصل کیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار معاصرین سے ملاقاتیں بھی کیں۔ اس سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو معاصرین سے سلب عمل کی درخواست کی تو انہوں نے آپ [illegible] باطن پر توجہ فرمانے کے بعد یہ بے بسی کا اظہار کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی [illegible] بہت قوی ہے اور ہماری قوت تاثیر سے باہر ہے۔

سفرِ حج

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ میں حج کی غرض سے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات بے شمار علماء وفضلاء سے ہوئی جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکتساب فیض حاصل کیا۔ ان علماء میں حاجی رحمت اللہ اور قاری احمد مکی بہت مشہور ہیں جو عرصہ دراز سے مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے۔ ان کے علاوہ قاری عبدالرحمٰن الہ آبادی، قاری عبدالرحمٰن جونپوری اور استاد العلماء اور مولانا محمد غازی وغیرہ شامل تھے جو انگریزوں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہو چکے تھے۔

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ صولتیہ کلیہ کے دورہ پر بھی تشریف لے گئے جو اس وقت مکہ مکرمہ کا مشہور مدرسہ تھا اور اس کے منتظم اعلیٰ حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی تھے اور اس مدرسہ کی بانی نواب بھوپال کی بیگم صولت تھیں اور یہ مدرسہ ان کی زیر نگرانی چلتا تھا اور وہ اس مدرسہ کے لئے ہر سال بے پناہ مالی امداد فراہم کرتی رہتی تھیں۔

مکہ معظمہ میں ہی قیام کے دوران حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے اور اپنے علم کی بدولت علماء میں ایک نمایاں مقام کے حامل تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علمائے مکہ سے بے شمار سیر حاصل علمی مباحثے کئے اور اپنی علمی بصیرت کا ڈنکا بجایا۔ مدرسہ صولتیہ کلیہ کے استاد العلماء مولانا محمد غازی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت سے اس

قدر متاثر ہوئے کہ مکہ معظمہ کو خیر باد کہہ کر اپنی باقی تمام زندگی گولڑہ شریف میں گزار دی۔ اسی دوران قاری عبداللہ کے فرزند قاری احمد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ قاری عبدالرحمن ہیپوری نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور مکہ معظمہ سے گولڑہ شریف حاضر ہو کر قیام پذیر ہوئے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد اور آستانہ عالیہ کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ مکہ معظمہ میں ایک اور نابغہ روزگار شخصیت قاری عبدالرحمن نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید کی عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ نمودار ہونے والا ہے اور اس کے سدباب کے لیے تمہیں چنا گیا ہے لہٰذا تم ہندوستان واپس تشریف لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔

مسند ارشاد

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ سے واپس آ کر دوبارہ سے گولڑہ شریف میں رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور وہ سلسلہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰۵ھ میں شروع کیا تھا اور مکہ معظمہ جانے تک جاری تھا وہ دوبارہ شروع ہو گیا اور سالکانِ طریقت و شریعت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض حاصل کرنے لگے۔ اس دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصانیف اور فتوحاتِ مکیہ، نصوص الحکم اور مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کتب کی اس نفیس انداز میں تفسیر بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سننے کے لئے درس میں شامل ہوتے تھے۔ ان حضرات میں حضرت دیوان سیّد محمد صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ شیخ الشیوخ والعالم حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد چراغ صاحب سجادہ نشین چکوڑی شریف اور شیخ الجامعہ دارالعلوم عباسیّہ سہارنپور کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کے ذریعے سینکڑوں متلاشیانِ حق فیضیاب ہوئے اور ہزاروں طلباء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علومِ دینیہ کے ساتھ ساتھ علم معقول، منطق و فلسفہ وغیرہ کی تعلیم بھی حاصل کی اور بعد میں ان کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور علماء حضرات میں ہوا۔

مسئلہ وحدت الوجود

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ وحدت الوجود پر بڑا عبور حاصل تھا۔ وحدت الوجود اگرچہ ایک کیفیت کا نام ہے لیکن علمی طور پر اس کو شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو نہایت ہی عام فہم طریقے سے طالبین حق کو سمجھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قصور شریف تشریف لے گئے۔ ان دنوں وہاں پر کسی بزرگ کے عرس کے موقع پر نقشبندی مشائخ جمع تھے وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے موضوع پر بحث چھیڑ دی اور بعض اس مسئلہ پر بعض اعتراضات پیش کیے جن کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مدلل جواب دیئے جس سے وہ مطمئن ہوئے۔ جب اس مباحثہ کی اطلاع حضرت خواجہ محمود صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو انہوں نے ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا تھا:

> ”شاہ صاحب! جس طرح قصور شہر میں بیٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود کو بیان فرمایا اور مخالفین کو قائل ہونا پڑا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی خواص میں سے ہے۔“

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر سیال شریف جایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابتداء ہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے تمثل بشری کے واقعہ سے وحدت الوجود کی جانب ذوق گواہی دیتا تھا اور مسلک پر وحدت الشہود والوں کے اعتراضات و دلائل بھی میرے پیش نظر تھے۔ آخر مشائخ عظام اور اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس

الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرف کی بدولت مجھے اس عالم میں مسئلہ یعنی وحدت الوجود پر پختگی حاصل ہوئی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیرو مرشد شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے دوران مسئلہ وحدت الشہود پر تقریر کی اور مسئلہ وحدت الوجود کے متعلق مجدد عالم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علاؤ الدولہ سمنانی کے اشکالات اور اعتراضات پیش کئے۔ پیرو مرشد نہایت توجہ سے سنتے رہے مگر قدرے متعجب نظر آئے کیونکہ یہ مسلک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اور ہمارے مشائخ کے خلاف تھا لیکن جب میں نے مسئلہ وحدت الوجود پر ان تمام اعتراضات کے جواب دینا شروع کئے تو پیرو مرشد بے حد مسرور ہوئے اور بار بار فرماتے رہے۔

''واہ شاہ صاحب واہ!''

پھر مجھے فتوحاتِ مکیہ کے مطالعہ کی تاکید فرمائی تاکہ اس مسئلہ سے متعلق مزید حقائق مجھ پر آشکار ہوں۔ چنانچہ میں نے فتوحاتِ مکیہ کا مطالعہ شروع کیا جس سے اس مسئلہ کے کئی مزید اسرار مجھ پر منکشف ہوئے۔

حلیہ مبارک

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، پیشانی بلند اور روشن، آنکھیں مخموری اور رعب و دبدبہ آفرین، ابرو گھنے اور کماندار، ناک ستواں، لب مبارک متوسط، دندان مبارک روشن اور جدا جدا، دہن فراخ، ریش مبارک گھنی، بال گھنگھریالے اور کانوں تک لمبے، سینہ کشادہ اور چوڑا، رخساروں پر گوشت کم تھا، انگشت مبارک ملائم اور باریک تھیں، قد مبارک میانہ مگر مجلس میں بیٹھے ہوئے ہمیشہ بلند دراز معلوم ہوتے تھے، پاؤں مبارک نرم و نازک تھے اور کف دست کشادہ تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سفید لباس پسند تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عموماً سفید لباس ہی زیب تن فرماتے تھے۔ سفید لباس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مزید نکھر جاتی تھی۔ لٹھے کی شلوار، موسم کے حساب سے ململ یا خاصہ کا کھلی آستینوں والا کرتہ اور سفید ململ کی پگڑی پہنتے تھے۔ دستار مبارک بخاری قسم کی نوکدار کلاہ پر باندھتے تھے۔ کرتے کے اوپر لمبے کھلے کالر والا کوٹ یا چغہ پہنتے تھے اور عموماً واسکٹ بھی زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت ہاتھ میں تسبیح لئے رہتے تھے۔ پاؤں میں گھمی نمونہ کی نفیس اور نصف طلادار پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ گھوڑے کی سواری کے وقت بھی چھڑی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اور شریر سے بھی شریر گھوڑا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قابو میں ہوتا تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس مبارک اور دیگر استعمال کی چیزیں مثلاً تسبیح، کنگھی اور مسواک وغیرہ آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارکہ میں بطور تبرک محفوظ ہیں اور

شیشہ دار الماریوں اور میزوں میں رکھی ہوئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بستر مبارک آج بھی اپنے اصلی مقام پر اسی طرح بچھا ہوا ہے۔ ان سب تبرکات کی زیارت عرس مبارک اور عیدین کے موقع پر عقیدت مندوں کو کرائی جاتی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی کبھی بھی پھٹے پرانے کپڑے نہیں پہنے اور ہمیشہ صاف ستھرے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''انسان کو ہمیشہ باجمال اور باذوق نظر آنا چاہئے کیونکہ اللہ عزوجل خوبصورت ہے اور اسے خوبصورتی پسند ہے۔''

اخلاق و عادات

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی شریف النفس، خوش اخلاق اور اوصاف حمیدہ سے مالا مال تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دشمنوں سے بھی کمال مہربانی سے پیش آتے تھے۔ عفو و درگزر بے مثال تھا اور بڑے سے بڑے دشمن کو بھی بلا جھجک معاف فرما دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بادشاہ اور فقیر میں کوئی فرق نہیں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے یکساں سلوک روا رکھتے تھے۔ کسی کے دکھ کو اپنا دکھ جانتے تھے اور حکومتی کاموں سے کبھی بھی تعلق نہ رکھتے تھے۔ دنیوی باتوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ دنیاوی کاروبار زندگی سے دور رہے۔ دینی تعلیم و تبلیغ کا شوق تھا اور تاحیات اسی میں مگن رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کے خلق عظیم کے مظہر تھے اور یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی سے مخالفت و مخاصمت نہ رکھتے تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر سے یہی معمول رہا کہ ہمیشہ کم کھایا کرتے تھے۔ بعد نمازِ عشاء صرف دو چار لقمے تناول فرما لیتے تھے اور وضو کر کے بظاہر سو جاتے مگر باطن میں جاگتے رہتے تھے اور تہجد کی نماز اسی وضو سے ادا فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کم کھانے پینے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عمر مبارک کے آخری حصہ میں نہایت کمزوری ہو گئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "چھتیس سال سے میں نے غذا ترک کر رکھی ہے اور میری مجموعی خوراک صرف دو یا تین چھٹانک فی ہفتہ زیادہ نہیں اور معدہ کو بھی اس سے زیادہ ہضم کی عادت نہیں رہی۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کم کھانے کے باوجود توانا اور مضبوط نظر آتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسم مبارک فولادی محسوس ہوتا تھا۔ اگر خدام کبھی جسم مبارک کو ہاتھ لگاتے تو انہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے کسی لوہے یا پتھر پر ہاتھ لگ گیا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز مبارک نہایت ہی شیریں اور پُرسوز تھی۔ ہمیشہ متانت سے گفتگو فرماتے تھے کہ ایک ایک لفظ کی سمجھ آتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جس کو بھی اوراد و وظائف کی تلقین فرماتے وہ ایک مرتبہ سننے کے بعد دوبارہ کبھی نہ پوچھتا اور الفاظ اس کے دماغ میں نقش کر جاتے اور زندگی بھر کبھی بھی اس کے دماغ سے نہ نکلتے تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی چال ڈھال میں وقار جھلکتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چال ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی اور ہر ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرنے پر بے اختیار مجبور ہو جاتا تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گھڑ سواری کا بے حد شوق تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات گھڑ سواری کی غرض سے نکلا کرتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ بعد نمازِ عصر گولڑہ شریف کے نواح میں واقع دیہات میرا بادیہ اور میرا کو بلکہ اور بعض اوقات قصبہ راولپنڈی اور رکھ ٹوپی کے مضافات تک بھی جایا کرتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد واپس تشریف لاتے تھے اور اس دوران کوئی بھی خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت سیّد صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں گولڑہ شریف آ رہا تھا اس دوران جب میں چکوال کے نزدیک پہنچا تو کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گھوڑی خریدی ہے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ میرے شیخ تو ولی کامل ہیں انہیں ان دنیاوی چیزوں کی کیا غرض؟ جب میں گولڑہ شریف پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ شاہ صاحب! مجھے گھوڑے کی سواری کا کیا التزام؟ میں نے تو صرف اس ضرورت کے تحت گھوڑی خریدی

ہے کہ اطباء نے مجھے گھڑ سواری کا مشورہ دیا ہے اس لئے میں نے گھوڑی خریدی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصطبل میں بہترین گھوڑے آتے رہتے تھے اور یہ سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کے زمانہ سے جاری تھا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کو گھڑ سواری کا بے حد شوق تھا اور سرکش سے سرکش گھوڑا ان کو دیکھتے ہی رام ہو جاتا تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصطبل میں بے شمار گھوڑے تھے کیونکہ اس وقت گاڑیاں وغیرہ عام نہ تھیں اور سفر کے لئے گھوڑوں کا استعمال کیا جاتا تھا مگر اس قدر زیادہ تعداد میں گھوڑے ہونے کے باوجود کسی نے بھی اصطبل میں کسی گھوڑے کو لڑتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی ان کا شور بلند ہوا۔ دیکھنے والے لوگ یہی کہتے تھے کہ یہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں گھوڑے ہونے کے باوجود بھی اصطبل پر سکون رہتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ عرفان گولڑہ شریف زور و شور سے جاری و ساری رہتا تھا اور متلاشیانِ حق دور دور سے اس چشمہ فیضان سے سیراب ہونے کے لئے گولڑہ شریف تشریف لاتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔ متلاشیانِ حق میں آنے والوں کی مرادیں شانِ مہر سے پوری ہوتی تھیں۔

کشف وکرامات

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کتنا بلند مرتبہ عنایت فرمایا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مقامِ محبوبیت پر فائز تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حسنِ معنوی اور اخلاق فاضلہ کی نعمت سے مزین تھے۔ ذیل میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات نمونہ کے طور پر بیان کی جارہی ہیں۔

روحانی رنگ:

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی مبارک راولپنڈی کے ایک رنگساز کو رنگنے کے لئے دی۔ اس رنگساز نے نہایت عقیدت ومحبت سے اس پگڑی پر رنگ چڑھایا۔ دو دن بعد جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس سے پگڑی لی تو رنگ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے اور اس رنگساز سے اُس کی اُجرت پوچھی۔ رنگساز نے کہا: حضرت! میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس پگڑی کو رنگنے کا کچھ معاوضہ نہیں لیتا بلکہ یہ سب میں نے عقیدت میں کیا ہے اور اس کا معاوضہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف یہ طلب کرتا ہوں کہ جس ذوق و شوق سے میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پگڑی کو رنگا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ میری روح کو روحانیت سے رنگ دیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصلیٰ منگوایا اور بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر اس رنگ ساز کے لئے دعا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُس رنگ ساز کی زندگی بدل دی اور اُس رنگ ساز نے روحانیت میں اعلیٰ مقام پایا۔

نگاہِ کرم:

حضرت دیوان سید محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پاک پتن میں شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے گدی نشین تھے ان کو مزارِ پاک کی گدی نشینی سے زبردستی محروم کر دیا گیا اور حضرت دیوان سید محمد رحمۃ اللہ علیہ اولادِ نرینہ سے محروم تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی جس سے اللہ عزوجل نے اُن پر رحم فرمایا اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے اُن کو دربار کی گدی نشینی واپس مل گئی اور اللہ عزوجل نے اُن کو اولادِ نرینہ بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت دیوان سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دیوان غلام قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

منزلِ مقصود کا ملنا:

حضرت فقیر محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب کوٹ اہل وحدت الوجودی منزل کو پانے کے لئے برسوں سے سرگرداں تھے اور خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب حضرت فقیر محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو انہوں نے پہلی نظر میں ہی اپنی منزلِ مقصود کو پالیا۔

حضرت مولانا محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز مندی:

حضرت مولانا محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ حرم کعبہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مباحثہ کے لئے تشریف لائے۔ جب ان کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو ان پر گریہ طاری ہو گیا اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کی اور اپنی باقی تمام عمر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی بسر کر دی۔

جوگی کا مسلمان ہونا:

موضع پنڈی سید پور تھانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی ... سدھا پور کے مقام پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ...

شریک ہوا اور قوالی سننا شروع کر دی۔ قوالی سننے کے بعد لدھا رام کہنے لگا کہ یہ سب تو رنگ ہے بے رنگ کیا ہے؟ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے یہ عقل مندی کی بات کی ہے میں تمہیں بتاؤں گا کہ رنگ اور بے رنگ کیا ہے؟ اس کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندی زبان میں ذیل کا مصرعہ پڑھا۔

حد پڑے تے اولیا بے حد پڑے تے پیر
حد بے حدود ہیں لنگھے اُس کا نام فقیر

لدھا رام نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ اشعار سنے تو رو پڑا اور کہنے لگا کہ حد اور بے حد دونوں ہی پھلانگ جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کئی چیلوں کے ہمراہ مسلمان ہو گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبولِ اسلام کے بعد اس کو درود پاک کا وظیفہ بتایا۔

مردہ پرندے کا زندہ ہونا:

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر ہاتھ میں تسبیح لئے چل رہے تھے اور اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ اس دوران ایک انگریز جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلسل دیکھ رہا تھا اس سے رہا نہ گیا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گلے میں لگے پستول کی جانب دیکھتے ہوئے الٹا اُس سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ وہ انگریز کہنے لگا: یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے دیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مجھے پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ انگریز کہنے لگا: یہ کس کام آتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے اور میں اس کے ذریعے اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہوں۔ انگریز، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے مطمئن نہ ہوا اور دوبارہ پوچھنے لگا کہ یہ کس کام آتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے

پستول کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ کس کام آتا ہے؟ اس انگریز نے پستول تھولا اور اس میں گولی بھری اور سامنے درخت پر بیٹھی ایک فاختہ جو کہ چہک رہی تھی اس کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ گولی اس فاختہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ فاختہ زمین پر گر کر مر گئی۔ انگریز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا کہ یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح اس مردہ فاختہ پر پھیری اور وہ مردہ فاختہ اُڑ کر دوبارہ درخت پر جا بیٹھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس انگریز کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے ہتھیار کا کمال تھا کہ تم نے زندہ فاختہ کو مار دیا اور یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے کہ اُس نے مری ہوئی فاختہ کو زندہ کر دیا۔ یہ میرے پیر و مرشد حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تحفہ ہے۔

فقیروں کی دعاؤں سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو دل میں ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

صاحب اولاد ہونا:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں بیمار تھے ان دنوں ایک پٹھان اور اس کی بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہمیں صاحب اولاد فرمائیں۔ پٹھان نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہیں نظر نہیں آتا کہ حضرت اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور تم کہتی ہو کہ میں ان سے اولاد کے لئے دعا کرواؤں۔ اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مولوی محبوب عالم اور ان میں بخت جمال قوال بھی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ اس شخص کو بلاؤ میری طویل بیماری میں یہ شخص مجھ سے دعا کروانا چاہتا ہے اور آج میری تکلیف میں اس شخص کو رنج پہنچا ہے۔ پھر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پٹھان اور اس کی بیوی کو اجوائن دم کر کے دی اور ان کے حق میں دعائے خیر بھی فرمائی۔ اللہ عزوجل نے کچھ عرصہ بعد ان میاں بیوی کو صاحب اولاد کر دیا اور وہ شخص اپنے نوزائیدہ بچے

کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دم کی ہوئی اجوائن لوگوں میں مشہور ہو گئی اور لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دم کی ہوئی اجوائن لینے کے لئے حاضر ہونے لگے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ روحانی:

ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ روحانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ! میں تو ان کی زلف گرہ گیر کا اسیر تھا اور میری نظر عمر بھر اس جمال دل آراء سے اٹھ کر کسی کمال کی طرف جا ہی نہیں سکی۔

تیس برس تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر کی ادائیگی:

حضرت مولانا غلام محمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کی اور عشاء کی نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ فرماتے تو اس وقت بدن مبارک میں ذرا برابر بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

بینائی کا درست ہونا:

میاں حیدر بخش چشتی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مہمان خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک نابینا ارادت مند موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کل پاک پتن شریف جا رہا ہوں تم اب اپنے گھر واپس چلے جاؤ میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری بینائی لوٹا دے۔ اس نابینا شخص نے کہا: حضرت! آپ رحمۃ اللہ علیہ عبدالقادر ہیں اس لئے خدا کے واسطے مجھے بینائی عطا فرما دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا مت کہو کارساز اور بینائی عطا کرنے والا اللہ عزوجل ہے ہاں جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اپنے خاص بندوں کا دل اُس جانب متوجہ فرما دیتا ہے۔ میں دعا کروں گا کہ اللہ عزوجل

تمہاری بینائی لوٹا دے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر جانے کے لئے واپس روانہ ہوا تو راستہ میں جاتے جاتے اُس کی بینائی درست ہو گئی اور اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میری لاٹھی چھوڑ دو میری بینائی ٹھیک ہو چکی ہے اور پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے میری نظر درست ہو گئی ہے اور مجھے ہر شے واضح نظر آ رہی ہے۔

حسن حقیقی کا جلوہ:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن و جمال کا ایک عاشق مجذوب ہو گیا اور ہمہ وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے باہر پڑا رہتا تھا اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے تشریف لاتے تو وہ نظر اٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر کے لئے روانہ ہوتے تو وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیتا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ عموماً سال میں دو مرتبہ ہی سفر فرماتے تھے ایک مرتبہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سیال شریف کا اور دوسرا سفر شیخ الشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پاک پتن شریف کا سفر فرماتے تھے۔ اس مجذوب کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ ایک بزرگ تھے اور ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف میں خانقاہ کی شمالی سیڑھیوں کی سمت تشریف فرما تھے تو ان کا گزر وہاں سے ہوا اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا کہ پیر جی! ہمارا اختیار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھا لیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آہ لی اور فرمایا: میاں! ہم اگر کہیں کہ یہ اختیار ہم نے اٹھا لیا ہے۔ اہل دل حضرات نے جب یہ جملہ سنا تو رو دیئے کہ سلوک کتنا بڑا مسئلہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کس آسان طریقے سے اسے بیان فرما دیا ہے اور کہنے لگے افسوس! کیا کوئی ظاہر نہیں کرتے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو کیا دکھائی دیتے تھے اور درحقیقت کیا تھے حال کی بات قال میں کیسے آ سکتی تھی؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے بعد ان کی کایا پلٹ گئی اور وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے اور ساری زندگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں بسر کر دی۔

وجدانی کیفیت کا طاری ہونا:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک مرتبہ اجمیر شریف سے ایک قوال آیا۔ محفل سماع منعقد ہوئی اور اُس قوال نے ایک عربی نعت پڑھنا شروع کی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قیمتی چغے سمیت کمبل اور قالین بخش دیا۔ وہ قوال والہانہ اس نعت کو پڑھتا رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کو مختلف اشیاء دیتے رہے حتیٰ کہ کمرہ میں کوئی بھی چیز باقی نہ رہی۔ اس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت ایسی تھی کہ ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو کر بالکل سکر کی سی حالت پیدا ہو گئی۔

خطرے سے آگاہی:

حاجی محمد ایوب سیٹھی کا تعلق پشاور سے تھا اور آپ' حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رات کے وقت ایران کا سفر کر رہے تھے کہ نیند کا غلبہ طاری ہوا اور آپ کو اونگھ آ گئی۔ آپ کو خواب میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی' حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ گاڑی کو روکو آگے گڑھا ہے۔ چنانچہ حاجی محمد ایوب فوراً بیدار ہو گئے اور ڈرائیور کو گاڑی روکنے کے لئے کہا۔ جب گاڑی روکی تو لوگوں نے اُتر کر دیکھا تو گاڑی کے آگے محض چند قدموں کے فاصلے پر ایک بہت بڑا گڑھا تھا۔ یوں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خواب میں ہی خطرے سے آگاہی دے دی۔

فتح کی بشارت:

حضرت سیّد طاہر حسین عبداللہ پوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خاندانِ نقشبندیہ کے ایک مقبول درویش تھے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے تھے وہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بمطابق اگست ۱۹۶۵ء کو حضور غوث الاعظم دستگیر

رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کے لئے گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں پر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہیں اور وعظ فرما رہے ہیں۔ ان کے برابر نشستوں پر حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ ان کے علاوہ حاضرین محفل میں بے شمار مسلمان آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سن رہے تھے۔ دورانِ وعظ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کے اختتام پر فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ پاکستان کو نصرت عطا فرمائے گا۔

حضرت سید طاہر حسین عبداللہ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ خواب دوستوں سے بیان کیا۔ اس خواب کے چند روز بعد ہی یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چھڑ گئی جو بالآخر ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بے شمار محاذوں پر پھیل گئی۔ اللہ عزوجل نے ہر محاذ پر پاکستان کی افواج کو حیرت انگیز شکست دی حالانکہ بھارت کی قوت پاکستان سے پانچ گنا زیادہ تھی۔

وار کرنے کی ہمت نہ پانا:

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے نواح میں ایک درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور جاگ رہے تھے۔ اس دوران ایک شخص آیا اس نے برہنہ تلوار اٹھا رکھی تھی۔ جب وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آیا تو اس نے تلوار بلند کی تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر قلم کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دیکھا تو فرمایا کہ بھئی تم اپنا کام کرو۔ اس شخص نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سنے تو وہ وار کرنے کی ہمت نہ کر سکا اور اس نے تلوار پھینک دی اور رونا شروع کر دیا اور معافی کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف فرما دیا۔

منزلِ مقصود کا حاصل ہونا:

حضرت پیر سید عباس علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پاک سانداہ لاہور میں مرجع

گاہ خلائق ہے نوجوانی میں ہی حق کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن بخارا کو چھوڑ کر چلے گئے اور عرصہ دراز تک جنوبی ہند کے شہروں اور جنگلوں میں عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ حضرت پیر سیّد عباس علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بمبئی میں قیام کے دوران برسات کی ایک سرد رات میں میرے گھر پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک شکستہ حال مجذوب بارش سے بھیگا ہوا کھڑا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ چائے پلاؤ۔ اُس وقت رات دو بجے کا وقت تھا۔ میں نے چائے بنا کر ان بزرگ کو پیش کی اور وہ چائے پی کر چلے گئے۔ اس کے بعد جب مجھے نیند آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ نے تکلیف اٹھا کر میرے فقیر کو چائے پلائی جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان بزرگ کی خواب میں دو مرتبہ مزید زیارت کی۔ چنانچہ میرا دل ان بزرگ سے ملنے کے لئے بے قرار ہو گیا اور میں نے اس مجذوب بزرگ کی تلاش شروع کر دی جسے میں نے چائے پلائی تھی مگر وہ بزرگ مجھے کہیں نہ ملے۔ اس دوران میں نے دکن، بنگال، اجمیر، یوپی اور پنجاب کے بے شمار علاقوں کا سفر کیا مگر میں ان کو نہ پا سکا۔ بالآخر مجھ پر مایوسی کے بادل طاری ہونا شروع ہو گئے۔ جب میں مایوسی کے عالم میں بمبئی واپس جا رہا تھا تو راستے میں میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی۔ انہوں نے میری کیفیت دیکھ کر مجھ سے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے ان سے اپنی دلی کیفیت بیان کی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ تم کبھی گولڑہ شریف گئے ہو؟ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اُن صاحب نے بتایا کہ راولپنڈی سے اگلا اسٹیشن ہے۔

اس کے بعد میں بمبئی پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی فوراً گولڑہ شریف کا ٹکٹ کروایا اور گولڑہ شریف روانہ ہو گیا۔ جب میں گولڑہ شریف پہنچا تو اُس وقت صبح کا وقت تھا اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ میں جیسے ہی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے آواز سنائی دی کہ شاہ صاحب تشریف لائیے۔ میں حیران و پریشان جب اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی میرے خواب والے بزرگ ہیں جن کے

دیدار کے لئے میں نے کئی شہر اور قصبے چھان مارے تھے اور میں نے جب سے بخارا چھوڑا تھا مجھے کوئی نہیں جانتا تھا کہ میں سیّد ہوں اور آج حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے شاہ صاحب کہہ کر پکارا تھا حالانکہ یہ میری اُن سے پہلی ملاقات تھی۔

عجب ماجرا:

حاجی محمد دین صحاف روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دیوان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ اس دوران ایک افغانی آیا اور پشتو زبان میں باتیں کرنے لگا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کیا چاہتے ہو؟ میں نے اس سے پشتو زبان میں دریافت کیا تو اس نے مجھ سے سارا ماجرا بیان فرمایا۔ میں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سارا ماجرا عرض کیا کہ یہ کہتا ہے کہ اس نے انگریزوں کے ہمراہ ملا صاحب بڈہ کی غزوہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک ملا اور ایک غازی بھی تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کو چپ کراؤ یہ دیوانہ ہے مگر وہ پٹھان قسم کھا کر کہتا رہا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں دیکھا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت دونوں جگہ موجود ہیں۔

ابتلائے مصیبت کا دور ہونا:

ملک شیر محمد ٹوانہ ایک مقدمہ میں چھ سال قید رہے۔ اس دوران ان کی تمام اپیلیں مسترد ہو گئیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر عبداللہ کو ایک مکتوب دے کر ملک شیر محمد ٹوانہ کے ہاں روانہ فرمایا۔ مکتوب میں تحریر تھا کہ ان شاء اللہ چند روز میں یہ مصیبت دور ہو جائے گی۔ اس دوران ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ چنانچہ اس کے تخت نشین ہونے کی خوشی میں انگلستان میں جشن منایا گیا اور برصغیر پاک و ہند میں قید تمام قیدیوں کو رہائی مل گئی۔ اس طرح حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ملک شیر محمد ٹوانہ کی رہائی ہوئی اور ان کی ملازمت بھی بحال ہوئی۔

سکھوں کے وار سے بچانا:

غلام رسول خان صاحب ڈی ایس پی پولیس تھے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ غلام رسول خان سیالکوٹ میں چند سکھوں کو مشتبہ سمجھ کر ان سے تفتیش کر رہے تھے کہ اُس رات خواب میں انہیں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ تم اپنی حفاظت کرو یہ سکھ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ غلام رسول خان فوراً اٹھے اور مکان کے پچھواڑے میں واقع ایک گھنے درخت پر چڑھ گئے۔ اس دوران چند سکھ برچھیاں اور کلہاڑیاں لے کر مکان پر حملہ آور ہوئے اور اُن نے مکان میں ہر جگہ آپ کو تلاش کیا اور بالآخر مایوس ہو کر چلے گئے۔ یوں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے غلام رسول خان کو قتل ہونے سے بچالیا۔

چوری سے پیشگی آگاہی:

یہی غلام رسول خان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ روس میں خواب کے دوران انہوں نے دیکھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ ہانگ کانگ میں تمہارے مکان پر چوری ہوئی ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے سفارت خانے سے اس چوری کی بابت دریافت کیا تو سفارت خانے والوں نے اس کی تصدیق کر دی اور حیرانگی کا اظہار بھی کیا۔

ڈوبنے سے بچانا:

غلام رسول خان ہی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں بحری جہاز کا سفر کر رہا تھا کہ دورانِ سفر میری آنکھ لگ گئی۔ اس دوران خواب میں مجھے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ جیسے ہی جہاز اگلی منزل پر کوئلہ لینے کے لئے رُکے تم اس جہاز سے اُتر جانا۔ چنانچہ جب جہاز اگلی بندرگاہ پر کوئلہ لینے کے لئے رُکا تو میں اپنا سامان لے کر جہاز سے اُتر گیا اور جہاز کوئلہ لے کر روانہ ہو گیا۔ جہاز کی روانگی کے دو

گھنٹے بعد ایک ایس او ایس کال موصول ہوئی جس کے ذریعے مجھے پتہ چلا کہ جہاز اس وقت ڈوب رہا تھا۔

رو کنے کا اصل سبب:

حضرت پیر ملایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے بذریعہ ریل گاڑی سفر پر روانہ ہونا تھا۔ جب اُن کی تیاری مکمل ہوگئی اور وہ سفر پر جانے کے لئے نکلنے لگے تو انہیں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلوایا اور سفر پر جانے سے منع فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ شادی کی تقریب میں جانا ضروری ہے اور اگر میں تقریب میں شامل نہ ہوا تو لوگوں کو دکھ ہوگا۔ یہ آخری گاڑی ہے اس کے بعد گاڑی اگلے ہفتے روانہ ہوگی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سختی سے منع فرمایا کہ تم سفر نہیں کرو گے۔ چنانچہ میں مجبوراً رک گیا۔ جب وہ ریل گاڑی لالہ موسیٰ کے پاس پہنچی تو ایک دوسری ٹرین سے ٹکرا گئی جس سے بہت زیادہ جانی نقصان ہوا اور مجھے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے رُکنے کا سبب معلوم ہوا۔

معذوری ختم ہونا:

ضلع خوشاب سے ایک شاہ صاحب جو کہ دونوں پیروں سے معذور تھے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ تو ان کو دم فرماتے رہے مگر شاہ صاحب کو افاقہ نہ ہوا۔ وہ شاہ صاحب مسجد میں ہی پڑے رہتے تھے۔ ایک دن حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان شاہ صاحب کو بلوا کر فرمایا کہ شاہ صاحب آپ واپس چلے جائیں ابھی آپ کے تندرست ہونے کا وقت نہیں آیا۔ چنانچہ وہ شاہ صاحب واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف میں پیر و مرشد کے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں خوشاب ریلوے اسٹیشن پر انہی شاہ صاحب کو دیکھا جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کے لئے گھٹنوں کے بل رینگ کر ریلوے اسٹیشن پہنچے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا

کہ شاہ صاحب! اب وہ وقت آ گیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی تو شاہ صاحب کے دونوں پاؤں درست ہو گئے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سیال شریف عرس مبارک کی تقریبات میں بھی شریک ہوئے۔

اپاہج کا درست ہونا:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں دعا کی قبولیت کے اوقات اور سالک کی توجہ خصوصی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ گھوٹہ ملتان سے ایک اپاہج میرے پاس تشریف لایا اور دعا کے لئے عرض کی۔ میں نے خدام سے کہا کہ مجھے تہجد کے وقت یاد دلائیں۔ چنانچہ میں نے تہجد کے وقت اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس کو تندرست کر دیا۔

غلطی سے آگاہی:

جامع مسجد راولپنڈی کے مشہور خطیب اور معروف مذہبی و سیاسی لیڈر مولانا بخش قصوری بیان فرماتے ہیں کہ جب میں تعلیم سے فارغ ہوا تو اپنے شہر کے ایک رئیس نوابزادہ فتح باز خان قصوری کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہوا اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دست بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں ہم دونوں واپس روانہ ہوئے۔ واپسی پر گولڑہ شریف ریلوے اسٹیشن سے باہر ایک مسجد میں نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے میں نوابزادہ صاحب کے لئے آفتابہ بھر کر لے جا رہا تھا کہ سامنے سے ایک مال گاڑی آ گئی اور میں جلدی جلدی میں ریلوے لائنیں کراس کرنے لگا اور اس جلدی میں میرا پیر سگنل کی تاروں سے اُلجھ گیا اور میں پٹری پر ہی گر گیا۔ انجن میرے اس قدر نزدیک آ چکا تھا کہ میرا بچنا محال تھا۔ اس دوران لوگوں نے بھی شور مچانا شروع کر دیا۔ اچانک کسی نے مجھے ٹانگوں سے پکڑ کر اٹھایا اور پکڑ کر ایک طرف کر دیا جس سے میری جان بچ گئی۔ اس کے بعد مجھے پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنائی دی کہ ہا ایسی غلطی۔ چنانچہ ہم دونوں نے سفر ملتوی کر دیا اور پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔

امریکی پادری کولاجواب کرنا:

ایک مرتبہ ایک امریکی پادری گولڑہ شریف آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں داخل ہوتے ہی سوال کرنے لگا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حالانکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی قرآن پاک کی کچھ آیات نازل ہوئیں لیکن ان کا نام قرآنِ پاک میں موجود نہیں جبکہ انہوں نے تو دین اسلام کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہوئے ہو؟ اس پادری نے کہا کہ میں نے قرآن مجید پڑھا ہے اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس پادری کی بات سن کر مسکرا دیئے اور فرمانے لگے کہ سبحان اللہ! قرآن دانی کا دعویٰ بھی ہے حالانکہ ہم نے عمر گزار دی مگر اس دعویٰ کی جراءت نہ ہوئی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پادری کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کو کہا۔ پادری تلاوت کرنے لگا اور اعوذ باللہ پڑھ کر بسم اللہ پڑھنے لگا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعوذ باللہ تو قرآن مجید کا حصہ نہیں مگر بسم اللہ ضرور ہے اور اس کے عددی حروف کی تعداد ۷۸۶ ہے۔ اب ذرا غور کرو کہ امام حسن (رضی اللہ عنہ) کے نام کے عددی حروف ۲۰۰ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حروف عدد ۵۰ ہیں اور امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے عددی حروف ۲۱۰ بنتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سن پیدائش ۴ ہجری ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا سن شہادت ۶۱ ہجری ہے۔ کربلا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اس کے دو حروف ہیں کرب وبلا اور اس کے عددی حروف ۲۶۱ ہیں اور ان کو ٹوٹل ۷۸۶ بنتا ہے اور قرآن مجید کی تم نے پہلی آیت جو پڑھی ہے اس میں ان دونوں کے امام ہونے کا ثبوت ہے اور اس طرح کے کئی ثبوت تمہیں قرآن مجید میں مل جائیں گے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر وہ امریکی پادری لاجواب ہو گیا۔

دعا فقیراں تے رحم اللہ:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول قوال حافظ نور محمد، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو سال بعد اپنے گاؤں لاوا ضلع میانوالی میں ڈبل نمونیہ کا شکار ہو گئے اور ڈاکٹروں نے مرض کو لاعلاج قرار دے دیا۔ حافظ نور محمد کے صاحبزادے خادم حسین اپنے والد بزرگوار کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھے تھے کہ حافظ نور محمد نے کرب کی حالت میں ذیل کا شعر پڑھا:

آتش شوق بتاں در دل و جانم باقی است
اے اجل باش کہ بابا دیبانم باقی است

بیٹے نے حیرانگی سے شعر پڑھنے کی وجہ دریافت کی تو حافظ نور محمد نے بتایا کہ ابھی ابھی مجھے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ حافظ آنے کا ارادہ ہے یا ابھی رہنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! خادم اور عبدالرحمن (دونوں بڑے بیٹے) ان کی شادی کر چکا ہوں اب فرید (چھوٹا بیٹا) اس کی شادی کرنے کی حسرت ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ پھر تم یہ شعر پڑھو اور جب میں نے یہ شعر پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ چنانچہ اس شعر کی بدولت حافظ نور محمد تندرست ہو گئے اور اپنے تیسرے بیٹے فرید کی شادی بھی کی اور اس کے بچوں کو بھی گود میں کھلایا۔

تصانیف

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی موضوعات پر کتب تحریر فرمائیں جن کو تاریخ میں درجہ سند حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۱۷ھ میں قادیانی تحریک کے خلاف "شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح" کے نام سے کتاب تحریر کی جس میں قرآن مجید اور احادیث کے بے شمار حوالے دیئے اور ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت کے نزدیک دوبارہ اس دنیا میں تشریف لانا ثابت ہے۔ اس کتاب کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مردود دعویٰ کی [illegible]۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک حواری مولوی محمد حسین امروہی نے "شمس بازغہ" لکھی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں اپنی کتاب "اعجاز المسیح" لکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب کو رد کرتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب "سیف چشتیائی" ۱۳۱۹ھ میں تحریر فرمائی جس کی تالیف سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں پر [illegible] ۱۳۲۲ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] کتاب تصنیف کی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] بت پرستوں کی [illegible] سے تعبیر کرتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] مولوی عبدالغنی نے جمع کر کے شائع کئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ مولوی فیض احمد صاحب نے جمع کر کے شائع کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مولوی فیض احمد اور مولوی عبدالحق نے جمع کر کے شائع کئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات [illegible]

نام سے مولانا فیض احمد نے ترتیب دے کر شائع کی۔ ذیل میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اعلان کے میں مسیح الموعود ہوں کے رد میں ۱۳۱۷ھ کو تحریر فرمائی جس میں قرآنی آیات اور احادیث کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل دعوے کا رد کیا گیا۔

۲۔ سیف چشتیائی:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر سورۂ فاتحہ اعجازِ مسیح اور اُس کے حواری مولوی حسین امروہی کی شمس بازغہ کے جواب میں ۱۳۱۹ھ کو تحریر فرمائی جس میں ان دونوں کتابوں کا رد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل مذہب کا انکار شامل تھا۔

۳۔ اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۲ھ میں تحریر فرمائی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں رائج میں غیر باطل اور مسائل اختلافیہ پر سیر حاصل بحث کی۔

۴۔ الفتوحات الصمدیہ:

اس کتاب میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کے دس سوالات کے جواب دیئے جن کو جواز بنا کر وہ مقلدین پر تنقید کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ۱۳۲۵ھ کو تصنیف فرمائی۔

۵۔ تحقیق الحق:

اس کتاب میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود کی تشریح بیان

لی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ۱۳۲۵ھ کو تحریر فرمائی۔

۶۔ملفوظاتِ مہریہ:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال و مسائل کا مجموعہ ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ وقتاً فوقتاً مختلف اوقات میں بیان کرتے رہے۔

۷۔فتاویٰ مہریہ:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ پر مشتمل ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف اوقات میں دیتے رہے۔

۸۔عجالہ بردو سالہ:

اس کتاب میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مسائل پر کلام فرمایا ہے۔

۹۔مکتوباتِ طیبات:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں مختلف اور اہم دینی امور پر لب کشائی فرمائی ہے اور ان مسائل کو نہایت ہی بلیغ انداز میں واضح کیا ہے۔

۱۰۔پنج گنج عرفان:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مبارک کا مجموعہ ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عربی، فارسی، پنجابی اور اردو کلام میں شامل ہے۔

۱۱۔مجموعہ وظائف مہریہ:

اس کتاب میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وظائف کا مجموعہ شامل ہے اور یہ وظائف ہر خاص و عام کے لئے یکساں مفید ہیں۔

۱۲۔عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری کا لازوال مجموعہ ہے جس

میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

۱۳۔ مہر منیر:

یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات کا مجموعہ ہے اور اس کتاب کو مولانا فیض احمد نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور اُن کے مریدوں کے ذریعے بیان کردہ واقعات کے ذریعے مرتب کیا۔ یہ کتاب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات پر ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصرف بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیادہ تر تصنیفات نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں کے باطل مذہب قادیانیت کے رد میں تحریر فرمائیں۔

وصال

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک جوں جوں بڑھتی جا رہی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ حق مزید سے مزید تر ہوتا جا رہا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر عموماً وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک آہ بھرتے اور سر مبارک کو اٹھاتے اس دوران باطنی کیفیات کی وجہ سے چہرہ مبارک کا رنگ کبھی زرد اور کبھی سرخی مائل ہو جاتا اور پھر دوبارہ سے اپنی وجدانی کیفیت میں لوٹ جاتے۔ اس وجدانی کیفیت کے باوجود حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر کے لئے ضرور مجلس میں تشریف لاتے۔ حاضرین محفل میں سے بیشتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس حالت کو دیکھتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور ہر شخص یہ سوچتا کہ خدا جانے اب کیا ہونے والا ہے۔ جن دنوں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری تھی ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر جذبات سے ذیل کے اشعار پڑھنا شروع کر دیتے۔

[illegible]

[illegible]

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس وجدانی کیفیت سے [illegible] آتا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ [illegible] دیتے اور کبھی فرماتے کہ آپ خیریت سے آئے ہو۔ چونکہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں حال کی تمیز کے لئے تزکیہ نفس اور محنت شاقہ اختیار کی تھی اور خود کو ریاضت و مجاہدات کی بھٹی میں جھونک رکھا تھا اور غذا نہایت ہی معمولی استعمال کرتے تھے اس لئے اب عمر کے اس دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جسمانی نقاہت نے جسمانی قوت سے [illegible]

ادویات استعمال کرنا پڑیں اوراس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہچکی کا مرض لاحق ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیماری کے ادوار میں بھی بلا ناغہ حجرۂ مبارک سے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے اور حاضرین محفل کی روحانی وجسمانی بیماریوں اور اُن کی مشکلات کے شافی حل کے لئے دعا فرماتے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم استغراق میں بھی گم رہتے تھے مگر ہر ایک کی بات کو پھر بھی توجہ سے سنتے تھے۔ایک دن حالت صحو میں مولانا قاری غلام محمد صاحب کو سورۂ یوسف کی تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ جب مولانا قاری غلام محمد تلاوت فرمارہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ زاروقطار رو رہے تھے۔ بیماری کے ان ایام میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر وبیشتر حضرت خواجہ محمد دین المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرماتے تھے اوران کی جدائی میں ذیل کے اشعار پڑھتے تھے۔

ساربانا ں مہربانا ں راہیا
شالا جیویں ، خیر تھیوی ماہیا
آکھیں جا انہاں پیاریاں دل جانیاں
گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی
بہہ ٹھکانے پئی تساڈے بھالدی
لاپریتاں دے کے لارے اوہ گئے
اوہ گئے او دل دے پیارے او گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں
واراں سر میں اس اوکھڑے ڈھول توں
بھلائے تیئں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے
بول سانول یار روہی رولدے

حضرت خواجہ محمد دین رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عشق اور عقیدت بے مثال تھی اور

اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی احمر میں اپنی بالمشافہ ملاقات کو بھی یاد کرتے تھے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آل رسول کو میری سنت ترک نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس پُر سوز کیفیت اور استغراقی کیفیت کو سکون حاصل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور واصل بالحق ہوئے۔ بوقت وصال حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر اللہ اللہ کا ورد جاری تھا۔

یکم ربیع الاول کو حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار عام کروایا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی مبارک کو آستانہ عالیہ میں ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا گیا جہاں پر مریدین اور زائرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کیا۔ بعدازاں نماز جنازہ کی ادائیگی کی گئی جس میں قریباً دو لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں اولیاء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد بھی شریک تھی جس میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ شامل تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کے مطابق مسجد کے جنوبی باغ میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ بیماری کے دوران اشتیاق فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر تمام معاصرین جن میں حضرت سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور سجادگان دربار ہائے پاک پتن، سیال شریف، تونسہ شریف، حضرت غوث بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ، بسال شریف، میرا شریف اور دیگر شامل تھے نفیس تشریف لائے اور دعائے خیر فرمائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک گولڑہ شریف اسلام آباد میں آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے اور لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہو فیضیاب ہوتے ہیں۔ گولڑہ شریف مارگلہ کی پہاڑیوں کے درمیان اسلام آباد کا ایک معروف

قصبہ ہے جو پختہ سڑک اور ریلوے لائن کے ذریعے راولپنڈی سے قریباً گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت پیر سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جن کی وجہ گولڑہ شریف کی شہرت اور عزت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ حضرت پیر سیّد نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے ہمراہ ان کے دو بھائیوں حضرت پیر سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد ولایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔ ان کے ہمراہ حضرت پیر سیّد غلام محی الدین عرف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے ان کے استاد مولانا غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ ان مزاروں سے متصل شمال کی جانب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک ہے۔ حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ گولڑہ شریف سے تین میل دور کے فاصلے پر واقع ہے جہاں پر چلہ گاہ آج بھی موجود ہے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس چلہ گاہ کی زیارت کو جاتی ہے جبکہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے نزدیک واقع ہے۔ اس کے علاوہ حضرت پیر روشن دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّد رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حقیقی بھائی تھے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد تھے جنہوں نے اس بستی گولڑہ شریف کو آباد کیا ان کے مزارات بھی یہیں واقع ہیں جو کہ حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے شمالی سمت ایک چاردیواری اور پیپل کے درخت کے نیچے واقع ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستورات کے مزارات بھی ہیں جہاں صرف خواتین کو داخلے کی اجازت ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تعزیت ناموں کے ڈھیر لگ گئے اور برصغیر پاک و ہند کے تمام نامور جرائد و اخبارات نے تعزیتی مقالات شائع کیے۔ اس کے علاوہ رسائل کی ایک کثیر تعداد نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں خصوصی نمبر

شائع کئے۔ ذیل میں اخبارات و رسائل میں شائع شدہ کالم پیش کئے جا رہے ہیں۔

روزنامہ پیسہ اخبار کے بقول!

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے لاکھوں بندگانِ خدا کو عقیدت حاصل تھی اور اس پُرفتن دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے ہزاروں لاکھوں ارادت مندوں کو فیض روحانی حاصل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ فیوض و برکات کا منبع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات نے گولڑہ شریف جیسے ایک چھوٹے سے قصبے کو پورے ہندوستان میں شہرت عطا فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر گولڑہ شریف کی سرزمین ایک باکمال ولی اللہ سے محروم ہوئی ہے۔

روزنامہ وکیل دہلی کے بقول!

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات منبع فیض و کرم ہونے کے اس قحط کے زمانہ میں مسلمانوں کے لئے باعث خیر و برکت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ایک ناقابل تلافی قومی و مذہبی نقصان ہے۔

روزنامہ زمیندار کے بقول۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو صاحب بصیرت و فضیلت ہیں اور علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے بھی مالامال ہیں۔ ہم اس جانکاہ حادثہ کو سلسلہ چشتیہ کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔

اولادِ پاک

اللہ عزوجل نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی بچپن میں ہی اللہ عزوجل کو پیاری ہو گئی تھی جبکہ بیٹے کا نام حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ المعروف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کی طرح لوگوں میں بے حد عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور تمام مکاتب فکر کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دربارِ پاک کی رونق میں مزید اضافہ کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کو خطہ پاکستان میں فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان حضرت پیر سیّد غلام معین الدین شاہ عرف لالہ جی اور حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

خلفائے عظام

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بے شمار لوگوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کر کے روحانیت میں بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بے شمار مریدوں کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ذیل میں چند مشہور خلفاء کے نام بیان کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ حضرت فقیر محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کوٹ ائل ضلع ڈیرہ غازی خان

۲۔ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی

۳۔ حضرت حافظ گل فقیر احمد رحمۃ اللہ علیہ پشاوری

۴۔ حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ گھوٹوی سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور

۵۔ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار عالیہ گولڑہ شریف

تحریک خلافت اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تحریک خلافت ایک ایسی تحریک تھی جس کے روحِ رواں مولانا محمد علی جوہر تھے مگر اس تحریک کو کانگریس کے پلیٹ فارم پر گاندھی نے استعمال کرتے ہوئے بڑے زور و شور سے چلایا جس کی وجہ سے مسلمان جوق در جوق کانگریس میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ اس تحریک سے قبل کانگریس نے ہندوستان کی آزادی کی تحریک چلائی۔ اس کے علاوہ بنگال میں بھی ایک انقلابی تحریک شروع ہوئی مگر گاندھی کی توقع کے برعکس تحریک خلافت کو جو پذیرائی ملی وہ کسی اور تحریک کو نہ مل سکی۔ گاندھی نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے سیاسی پینترا بدلا اور مسلمانوں کے بھڑکتے ہوئے جذبات کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہوئے تحریک خلافت کی حمایت کی مگر در پردہ وہ انگریز فوجوں کو ہندوستانی سپاہی فراہم کرتا رہا۔ گاندھی کے اس شرمناک منصوبے کی حمایت ان نام نہاد مولویوں نے بھی کی جو اس وقت کانگریس میں شامل تھے جس کی بدولت ہزاروں مسلمان موت کے منہ میں دھکیل دیئے گئے۔ گاندھی نے مسلمانوں کو ہندوستان سے باہر نکالنے کا شرمناک منصوبہ بنایا اور اس تحریک کی آڑ میں مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کرنے کا مشورہ دیا جس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان ہجرت کر گئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب مسلمانوں کی ہجرت کا علم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس ہجرت کا کتاب وسنت کی روشنی میں کوئی جواز نہیں ہے اور شرعی دلائل بھی مسلمانوں کی اس ہجرت کو کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں کرتے۔ اس قسم کی ہجرت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت سے کسی بھی

صورت تشبیہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت صرف اس وجہ سے تھی کہ مشرکین مسلمانوں کو اقامت دین سے منع کرتے تھے اور اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرکین کے ظلم وستم بھی برداشت کرنا پڑے تھے مگر ہندوستان میں اس وقت یہ تمام اسباب موجود نہیں ہیں اور بالفرض اگر ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان ہجرت بھی کرتے ہیں تو کوئی بھی ملک اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کی جماعت کو نہیں بسا سکتا۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو خود کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں نمازیوں کی تعداد نہایت مختصر ہے اور جب نماز جیسے فرض سے التزام نہیں تو پہلے فرض کو قائم کرنا چاہئے۔''

چنانچہ یہی وجہ تھی کہ اس ہجرت کا انجام نہایت ہی دردناک ہوا۔ افغانستان کا حکمران اُس وقت امان اللہ تھا۔ اُس نے جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دیکھی تو مسلمانوں کے اُن راہنماؤں جنہوں نے ان مسلمانوں کو ہجرت پر آمادہ کیا تھا ان مسلمانوں کی واپسی پر آمادہ کرنا شروع کیا۔ اب جب کہ یہ مسلمان جو اپنی زمینوں' مکانوں اور جائیدادوں کو کم قیمت پر بیچ کر ہجرت کر آئے تھے واپسی پر تہی داماں ہو گئے اور ان کی زمینیں' مکان اور جائیدادیں جو کہ ہندوؤں نے کانگریسی رہنماؤں کی ایماء پر خرید لی تھیں کسی بھی صورت واپس کرنے کو تیار نہ ہوئے۔ اسی ہجرت کی بناء پر افغانستان کے مسلمانوں و ہندوستانی مسلمانوں سے گلے شکوے پیدا ہو گئے اور یوں گاندھی کی یہ چال کامیاب ہوئی اور مسلمانوں کو خوار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

مسلمانوں کے اس پُرفتن دور میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی اخلاقی' مذہبی اور روحانی بہبود کا منصب سنبھالا اور ان کی رہنمائی کرنا شروع کی۔ یہی وجہ ہے

کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیغامات وارشادات اور مشورے انہی خطوط کی روشنی میں ہوتے۔

جنگ عظیم اول کے دوران ایک انگریز آفیسر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ سرحد اور پنجاب کے جنگجو اقوام کی ایک بڑی تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت مند ہے اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں جنگ میں حصہ لینے کی ترغیب دیں تو میرے محکمہ کی بہت سی مشکلات ختم ہو جائیں اور اس سلسلے میں مدد کرنے پر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد مشکور رہوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ علمائے اسلام نے موجودہ حالات کے پیش نظر انگریز افواج کی ملازمت کو ناجائز قرار دے رکھا ہے اور اگر کوئی شخص مجھ سے فوجی ملازمت کے بارے میں دریافت کرتا ہے تو میں اسے شرعی حیثیت سے آگاہ کر دیتا ہوں اور تم کسی بھی مسلمان اہل علم سے اس بات کی توقع نہ رکھنا کہ وہ مسلمانوں کو کسی بھی غیر شرعی کام کو کرنے کا حکم دیں گے۔

اس انگریز آفیسر کے بعد راولپنڈی کے ایک انگریز کمشنر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بعض مسلمان سیاست دانوں کو کچھ ہدایات دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ مجھے انگریز حکومت کی جانب سے دوسری مرتبہ اس قسم کا مطالبہ موصول ہوا۔ اگر انگریز حکومت یہ چاہتی ہے کہ ان کے مطالبات کو تسلیم کیا جائے تو سب سے پہلے وہ مقاماتِ مقدسہ مکہ و مدینہ، بغداد شریف اور بیت المقدس پر اپنا تسلط ختم کریں ورنہ دین اسلام سے ہٹ کر انگریز حکومت کے پیغام کی تعمیل بالکل ممکن نہیں ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ انگریزوں کی سازشوں سے بخوبی آگاہ تھے اور اُن کی نظریں ہندوستان کی بدلتی ہوئی سیاسی فضاء کو دیکھ رہی تھیں اور وہ یہ جانتے تھے کہ کانگریسی لیڈروں نے بھی ہندوستان کے جذباتی مسلمانوں کو کس طرح تحریک خلافت پر اُبھارا اور مسلمانوں کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ جس سرزمین کے لئے مسلمان اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کر رہے وہاں ایک سیکولر حکومت برسرِ اقتدار آنے والی ہے اور اس سرزمین پر اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا جانے

والا ہے۔ چنانچہ ہوا بھی یہی جب انور کمال پاشا نے حکومت سنبھالی تو اُس نے اعلان کیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں اور اس کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ترکی یورپ میں شامل ہونے کے لئے یورپ سے بھی آگے نکل گیا۔ مسلمانوں کی اسی کمزوری کا فائدہ گاندھی اور کانگریس نے بھی بھرپور اٹھایا اور مسلمان کانگریس میں شمولیت اختیار کرتے گئے۔ گاندھی نے اپنے اس مذموم مقصد کے لئے نام نہاد مسلمان علماء کو بھی استعمال کیا جنہوں نے گاندھی کے ساتھ مل کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ہندوستان میں کسی بھی قسم کی کوئی مذہبی منافرت نہیں اور گاندھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے متفقہ رہنما ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ہندوؤں اور گاندھی کی عیارانہ سازشوں سے آگاہی رکھتے تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام ارادت مندوں کو کانگریس میں شامل ہونے سے منع فرمادیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کوئی بھی خلاف شرع کام نہ کریں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ترکِ موالات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے ترکِ موالات کا حکم دیا ہے پس ترک موالات میں یہود و نصاریٰ اور ہندو سب شامل ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے شخص تھے اس لئے نہ خود کوئی کام خلافِ شرع کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان باتوں کی وجہ سے ہی کئی انگریز افسران آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو چکے تھے اور انہوں نے مختلف لوگوں کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس ضمن میں انگریزوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ۴۰۰ مربع نہری اراضی دینے کی بھی پیشکش کی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزوں کی اس پیش کش کو ٹھکرادیا۔

بعد ازاں تاریخ نے اس بات کو ثابت کردیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وافعال درست تھے اور خلافت کی تحریک ختم ہوتے ہی گاندھی اور کانگریس اپنی پرانی ڈگر پر چل پڑے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنا شروع کردیا جس کے نتیجہ میں ہندوؤں

نے شدھی نامی تحریک کو شروع کیا جس کے ذریعے مسلمانوں کو جبراً ہندو بنانا شروع کر دیا۔ وہ مسلمان جنہوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات اور نصیحتوں کو نظر انداز کر دیا تھا وہ اب افسوس کرتے پھر رہے تھے لیکن اب کیا فائدہ تھا جب ہزاروں مسلمان بے گھر ہو چکے تھے اور ہزاروں جبری طور پر ہندو بنائے جا چکے تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحریک خلافت کے بارے میں مؤقف کس قدر درست تھا یہ ہمیں تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ترکوں نے خلافت ختم کرنے کا فیصلہ خود کر لیا تھا تب ہندوستان کے مسلمانوں کو اس تحریک کا کوئی جواز نظر نہ آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان نام نہاد علماء کا بھی پول کھل گیا جنہوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر جہاد کا اور ہجرت کا فتویٰ دیا جبکہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف شرعی مؤقف تھا اور ایسے موقع پر جہاد اور ہجرت کا کوئی شرعی مقصد نہ تھا۔

تحریک خلافت کی حمایت میں مولانا محمد علی جوہر کا نام بھی پیش پیش تھا اور آپ تحریک خلافت کی حمایت کے لئے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کرنے کے لئے گولڑہ شریف بھی گئے تھے مگر کافی دیر بحث و مباحثہ کے بعد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قائل نہ کر سکے۔ اب مولانا محمد علی جوہر پر بھی حقیقت آشکار ہو چکی تھی چنانچہ انہوں نے کانگریس سے فوراً علیحدگی اختیار کر لی اور بعد ازاں مسلمانوں کی اکثریت کی زبان بن کر اُبھرے۔

اے سامری وقت گاندھی ہے ترا نام
کہتے ہیں نصاریٰ کا تجھے بندہ بے دام
ہندو کو مسلماں سے لڑانا ہے ترا کام
ہم کو نظر آتا ہے جو ہو گا تیرا انجام

ردِ قادیانیت

۱۹۰۰ء میں ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا جس سے ہندوستان میں ایک عظیم فتنہ برپا ہوا۔ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ انگریزوں اور ہندوؤں کی ایماء پر کیا تھا۔ چونکہ اس سے قبل انگریز اور ہندو، مسلمانوں کے خلاف کئی تحریکیں چلا چکے تھے مگر اللہ عزوجل کے فضل سے انہیں ہر جگہ ذلت کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لئے اب انہوں نے ایک ایسی تحریک کو شروع کیا جس کی ناکامی بظاہر ناممکن نظر آتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے ایک جید عالم دین کے روپ میں پیش کیا جس نے عیسائی پادریوں کو بھی مناظرہ میں شکست دیں اور ہندو پنڈتوں کو بھی شکست فاش کیا تاکہ مسلمانوں کا اس پر اعتقاد پختہ ہو جائے۔ جب انگریز اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے تو انہوں نے اپنی چال کا اگلا حصہ شروع کیا اور ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خود کو نبی اور مسیح موعود اور مہدی کہلوانا شروع کر دیا۔

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی عربی اور فارسی کے علاوہ علم طب پر بھی مہارت رکھتا تھا اور ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں انگریز حکومت کا ملازم تھا۔ ڈپٹی مشنری [illegible] کی صلاحیتوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے حکام بالا کو اس کی حقیقت سے [illegible] شخص بڑا لالچی ہے اور اس میں مسلمانوں کو منتشر کرنے کی صلاحیتیں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ انگریز حکومت نے ایک خفیہ منصوبہ تیار کیا جس کے لئے انہوں نے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کرنا شروع کیا اور اس کو دولت سے نوازنا شروع کر دیا۔ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی دی ہوئی دولت سے کمزور عقیدہ مسلمانوں کا [illegible]

شروع کیا اور یوں مسلمان ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کے جال میں پھنسنا شروع ہو گئے۔

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ چونکہ حنفی المذہب تھا اس لئے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی بھی خود کو حنفی کہلاتا رہا اور لوگوں میں چھوٹے چھوٹے ڈھونگ بھرے مناظروں کے ذریعے شہرت حاصل کرتا رہا۔ بعدازاں اس نے خود کو مجدد کہنا شروع کیا اور بعدازاں خود کو مہدی، مسیح کہنے لگا۔ اس مقصد کے لئے اس نے اشتہار چھپوایا جس کا متن یہ تھا کہ اور وہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے مراد میں ہی ہوں اور میری نسبت ہی یہ کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز یہ کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں اور یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی ہے۔

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اور اشتہار میں اسی قسم کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے اس خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں پیشین گوئیاں موجود ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں خود مہدی کہتا رہا اور اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی سرتوڑ کوششیں کرتا رہا۔ بعدازاں اس نے ایک اور گھٹیا جسارت کی کہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں اس بدبخت نے یہ اشتہار چھپوایا کہ میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے الفاظ کیوں استعمال نہ کروں جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ میرے یہ نام رکھے ہیں اور اس کے سوا کسی اور سے کیوں کر ڈروں۔

نبوت کے اس باطل دعویٰ کے بعد ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ اس ملعون کے نئے مذہب قادیانیت کے خلاف جید مسلمان علمائے کرام اور مشائخ سرکردہ ہو گئے جن میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولانا ظفر علی خاں، مولوی محرم علی چشتی، قاضی

سراج دین، علامہ محمد اقبال اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ردِ قادیانیت کے لئے بے شمار کتب تحریر فرمائیں اور اس نبوت کے جھوٹے دعویدار کو کئی جگہ مناظروں کا چیلنج کیا مگر یہ جھوٹا ہر بات سے انکاری ثابت ہوا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے اس باطل مذہب کے خلاف کئی کتابیں اور تحریریں صفحہ قرطاس پر اُبھریں جنہوں نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس باطل اور نبوت کے جھوٹے دعویدار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے ہر محاذ پر شکست سے دوچار کیا۔

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرہ کی دعوت دی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کر لیا اور اپنے ہمراہ پچاس جید علماء حضرات کو لے کر لاہور پہنچ گئے جہاں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو برکت علی ہال سرکلر روڈ میں مناظرہ کی دعوت دی۔ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قادیان سے باہر ہی نہ نکلا۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ آئے علماء کرام کے ہمراہ بادشاہی مسجد لاہور میں کئی روز تک ردِ قادیانیت کے موضوع پر تقاریر فرماتے رہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور پہنچے تھے اور اس وقت لاہور میں مسلمانوں اور قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ملعون مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ دیکھنے کے لئے موجود تھی لیکن جب ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اس مناظرہ میں شرکت کے لئے نہ آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ردِ قادیانیت پر سیر حاصل تقاریر کیں تو قادیانیت دو گروہوں میں بٹ گئی جن میں سے ایک گروہ نے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں اپنی آخری تقریر میں ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں کو واجب ہے کہ وہ

گھروں میں بیٹھ کر خواہ مخواہ بزرگانِ دین اور معززین اسلام کو
مراسلے تحریر نہ کرتے رہا کریں بلکہ وہ سامنے آ کر ان سے بات کریں
اور فضول میں کاغذوں کو اپنے اعمال کی طرح سیاہ نہ کرتے رہا کریں
وہ جس قدر بھی کوششیں کر لیں انہیں زمانہ میں ذلت اور رسوائی کا
سامنا کرنا پڑے گا۔''

الغرض ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اس کوشش میں سرگرداں رہا کہ وہ کسی طرح بھی حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات لگا سکے اور اس ضمن میں اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ مناظرہ کی دعوت دی مگر تاریخ گواہ ہے کہ ہر بار وہ خود دعوت دے کر بھاگ جاتا رہا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس ضمن میں دریافت کیا کہ مناظرے کرنا فقراء کی شان کے خلاف ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ فقیری ہم سے نہیں ہوتی کہ ہمارے عقائد اور ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی کرتا رہے اور ہم خاموش بیٹھ کر صرف
تماشا دیکھتے رہیں۔ ہم ایسے فقر سے جو عین ندامت اور بے غیرتی ہو
ہزار دل سے بیزار ہیں۔''

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ اپنے معرکے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے ہمیشہ گوشہ نشینی پسند رہی ہے اور تصنیف و تالیف کا بھی کوئی
شوق نہیں رہا کیونکہ یہ امور تو بغرض شہرت یا حصولِ دولت کے لئے
کئے جاتے ہیں اور مجھے شہرت و دولت دونوں سے ہی شدید نفرت
ہے مگر آج کل کے لوگ اس چیز کو پسند کرتے ہیں اور یہ سب
انگریزوں کی تعلیمات کے زیر اثر ایسا کرتے ہیں جس سے میں خود کو
عاجز سمجھتا ہوں۔ جس زمانہ میں ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین

تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اس سے مجھ کو انسیت ہے اور یہ لوگ اسی چیز سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنے اسلاف کی پیروی میں میں نے رسالہ "شمس الہدایت" لکھا جس سے مراد نہ تو شہرت تھی اور نہ ہی دولت بلکہ فقط صرف یہی مراد تھا کہ اگر میری اس تصنیف سے گم گشتہ دوبارہ راہِ راست پر آ جائیں تو یقیناً ثواب کا مستحق ٹھہروں گا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواری جنہوں نے مجھے جواب دینے کی بجائے مباحثہ اور مناظرہ کی دعوت دینے لگے۔ جب میں نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی تو پھر جید علمائے کرام اور مشائخ عظام کے ہمراہ مقررہ تاریخ کو لاہور پہنچا اور برکت علی ہال واقع سرکلر روڈ پر قیام پذیر رہا مگر یہ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی اپنے حواریوں کے ہمراہ قادیان سے باہر نہ نکلا حالانکہ اسے میرے لاہور آنے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ ملعون کبھی مدینہ منورہ کی سرزمین پر حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نعمت تو اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے شرفاء کو عطا فرمائی ہے۔"

چنانچہ تمام دنیا نے دیکھا کہ باوجود تمام وسائل ہونے کے مرزا [illegible] مدینہ منورہ میں حاضر ہونے کا اپنا خواب پورا نہ کر سکا۔

انگریز حکومت اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا دور مسلمانوں کے لئے نہایت ہی پُرفتن دور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مسلمان زوال کا شکار تھے اور اس کی ایک بڑی وجہ وہ نام نہاد علماء تھے جو انگریزوں کے ساتھ مل کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے نام نہاد فتاویٰ سے راہِ حق سے بھٹکا رہے تھے۔ یہ نام نہاد علماء اور مولوی انگریزوں کی خوشنودی کے لئے ہر کام کرنے کو تیار رہتے تھے۔ انگریزوں کے اس عروج کے زمانہ میں اور مسلمانوں کے زوال بھرے زمانہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے دین حق کی حقیقت کو آشکار کرنے کی کوشش کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم عصروں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کی طرح مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اس مادیت پرست دور میں مسلمانوں کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا پیغام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے رہے۔

ہم گذشتہ صفحات میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحریک خلافت میں کردار اور نبوت کے جھوٹے دعویدار اور منکر ختم نبوت ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نہاد مذہب قادیانیت کے خلاف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو بیان کر چکے ہیں۔ انگریز حکومت نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے گروہ اور اپنے مذموم عزائم میں شامل کر لیں مگر ہر مرتبہ اُن کو شکست فاش ہوئی۔ انگریز حکومت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جاگیروں کا لالچ بھی دیا مگر وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بھی طور پر خرید نہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی ہندوستان کی آزادی کی دعا نہ فرمائی بلکہ ہمیشہ مسلمانوں کی آزادی کی دعا فرماتے

رہے۔ایک مرتبہ مولانا ظفر علی خاں' حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنے کی وجہ دریافت کی تو مولانا ظفر علی خاں نے عرض کیا کہ حضرت! میں تو اہل اللہ کے اس دربار سے مسلمانانِ ہند کے لئے سلطنت مانگنے آیا ہوں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا:

''مولانا! میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اس ملک کے مسلمانوں کو آزادی نصیب فرمائیں اور ایسی حکومت بخشیں جو دین اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کر سکے۔''

چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کی قبولیت دس برس بعد ہوگئی جب قائداعظم کی زیرِ قیادت پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

تاریخ کے اوراق میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انگریز حکومت سے مراعات نہ لینے کا فیصلہ سنہری حروف میں درج ہے۔ ۱۹۱۱ء میں جب جارج پنجم ہندوستان کے دورے پر آیا تو اس نے مختلف مذاہب کے کئی بڑے راہنماؤں سے ملاقات کی۔ جب ان مذہبی راہنماؤں کو ملاقات کے لئے دہلی آنے کی دعوت دی گئی تو اسی قسم کی ایک دعوت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی موصول ہوئی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعوت میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس انکار نے انگریز حکومت کو شش و پنج میں مبتلا کر دیا کیونکہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں کا تعلق صرف گولڑہ شریف سے ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب اور سرحد سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر حاضری انگریز حکومت کے لئے کوئی اچھا شگون نہ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب و انکار کو حکومت اپنی بے عزتی تصور کر رہی تھی۔ انگریز حکومت نے راولپنڈی کے کمشنر کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس دعوت میں شامل ہونے کے لئے قائل کرنے کو کہا اور کمشنر راولپنڈی نے ایک مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ مظفر خاں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کرنے کے لئے بھیجا۔ مظفر خاں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

نے کمشنر راولپنڈی کو ایک مراسلہ تحریر فرمایا جس کا متن تھا:

''میں ایک درویش آدمی ہوں اور درویشوں کی شاہی دربار میں حاضری کوئی مناسب بات نہیں تاہم اس حکومت میں چونکہ ہمیں اپنے ارکانِ دین پورے کرنے میں کوئی سختی نہیں اس لئے میں یہیں رہ کر بادشاہ کے لئے دعا گو ہوں۔''

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب انگریزوں کو مطمئن نہ کر سکا۔ راولپنڈی کے کمشنر نے ڈپٹی مظفر خاں کے ذریعے راولپنڈی بلوایا۔ مظفر خاں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کرنے کی بے حد کوشش کی کہ ایک ملاقات سے معاملہ رفع دفع ہو جائے گا اور ریل گاڑی میں آمدورفت تین گھنٹے میں ہو جائے گی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تین منٹ کے لئے بھی اس مسجد کو چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں کمشنر سے کہہ دو کہ وہ خود یہاں آ کر مجھ سے مل لے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے انکار نے انگریز حکومت میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا کر دیا اور حکومت میں موجود کئی حاسدین نے اس خبر کو گورنر سے ملاقات کر کے بتا دیا۔ گورنر نے کمشنر راولپنڈی کو حکم دیا کہ وہ خود جا کر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرے تاکہ اس کشیدگی کی فضاء کو ختم کیا جا سکے۔ چنانچہ گورنر کے اس حکم کے بعد کمشنر راولپنڈی اپنے ہمراہ ڈپٹی مجسٹریٹ مظفر خاں کو لے کر گولڑہ شریف پہنچا اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے اس کشیدگی کی فضاء کو ختم کیا۔ مگر وہ حاسدین جو انگریز حکومت میں شامل تھے انہوں نے انگریز حکومت کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جلاوطن کر دیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ جو مجھے جلاوطن کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل نے ان کے لئے کیا کر رکھا ہے؟ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہی ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء تک جنگ عظیم اول شروع ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جلاوطنی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ انگریز حکومت کے اس معاندانہ رویہ سے رنجیدہ تھے کہ وہ ان کو بار بار کیوں تنگ کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان جذبات کا اظہار حضور غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں یوں فرمایا

رو رو لکھے درداں بھریے
پتہ پچھیں بغداد دے واسیاں دا
دیہویں جانیہڑا دکھاں بھریا
انہاں اکھیاں درس پیاسیاں دا
آہیں سولاں بھریاں سینے سڑے وچوں
نکلن حال ایہہ سدا اداسیاں دا
تیرے مدھ قدیم دے بردیاں نوں
لوک دس دے خوف چپڑاسیاں دا
دستگیر کر مہر توں مہر علی اتے
کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

ان اشعار کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور اپنی دلی کیفیت کو بیان کیا جو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ پر گزر رہی تھی۔

انہی دنوں ایس پی ضلع راولپنڈی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ موضع میرا بادیہ وغیرہ کے بعض لوگ ڈاکہ زنی اور قتل کے مقدمات میں مفرور ہیں اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کی حیثیت سے اس خانقاہ میں پناہ گزین ہیں اور ان کا اسلحہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہی موجود ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ایس پی کی بات سن کر فرمایا:

''میرے پاس لوگ دعا اور دینی ہدایت کے لئے آتے ہیں اور میں

انہیں نیک کاموں کی تلقین کرتا ہوں اور گناہوں سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ میری خانقاہ میں جو لوگ ٹھہرتے ہیں اُن کی تواضع بحیثیت مہمان کی جاتی ہے اور ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ ان میں سے کس شخص کی قانونی حیثیت کیا ہے اگر کوئی مفرور یہاں ہے اور کوئی اسلحہ یہاں موجود ہے تو اسے اپنی تحویل میں لے لیں اور ایک بات اپنی سرکار تک پہنچا دیں کہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان کی نیت میرے متعلق کیا ہے لیکن وہ یہ بات یاد رکھیں کہ مجھے جو عزت ملی ہے اس کے دینے والے وہ نہیں بلکہ وہ قادر المطلق ہے اور جس عزت کے دینے والے تم نہیں اس کے لینے والے بھی تم نہیں اور اگر میری عزت کوئی واپس لے گا تو وہی قادر المطلق واپس لے گا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کو سن کر ایس پی ضلع راولپنڈی اپنی غلطی پر نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنة کی حدیث پر اعتراض کا جواب

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ' صاحبزادہ حضرت محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں موجود تھے۔ صاحبزادہ حضرت محمود تونسوی نے حدیث شریف ''من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنة'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اس دوران ایک مولوی محفل میں سے اٹھا اور اس حدیث پر اعتراض کرنے لگا کہ وہ شخص کیسے جنت میں داخل ہو گا جو کہ فرائض کا منکر ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ حضرت محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی اور اس مولوی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''یہاں من قال سے مراد یہ ہے کہ اس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کو حق سمجھ کر پڑھا کیونکہ یہ کلمہ پڑھتے ہوئے نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے ہیں لہٰذا وہ شخص اپنے قول سے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا اقرار کرتا ہے اور جو نبی کریم ﷺ کی صداقت کا اقرار کرتا ہے وہ فرائض کا منکر کیوں کر ہو سکتا ہے اور جو فرائض کا منکر ہو گا وہ اس حدیث کے مصداق کیوں کر ہو سکتا ہے۔''

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی اس حدیث کی تشریح سن کر وہ مولوی

صاحب پہلے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پر غور کرتے رہے پھر شرمندہ ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالمِ فاضل شخص بھی اس محفل میں موجود ہیں تو میں یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا۔

سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبرز مقامِ محمدؐ عربی است

سماع کے متعلق حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

سرتاج الاولیاء حضرت سیدعلی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سماع کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگراس سے دل میں تاثیر پیدا ہوتو یہ حلال ہے اور اگر یہ حرام کی طرف مائل ہونے کا سبب بنے تو حرام ہے اور مباح کی طرف مائل کرے تو مباح ہے۔

فخر مشائخ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سماع کے متعلق فرماتے ہیں کہ سماع حق کا فیضان ہے جو دلوں کو حق کی جانب راغب کرتا ہے پس جس نے حقیقی معنوں میں اسے سنا اس نے راہِ حق کو پالیا اور جس نے خواہشاتِ نفسانی سے سنا وہ بے دین ہوگیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سماع صوفیاء کرام کے لئے ضروری لوازم نہیں اور میرے شیخ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ سماع کچھ چیز مقصود بالذات اہل اللہ کے لئے نہیں لیکن اہل سماع پر انکار نہ کرنا چاہئے کیونکہ بہت سے اکابر اہل سماع گزرے ہیں اور جن کا مقتدا ہونا بدرجہ تواتر پہنچا ہوا ہے۔

مومن کی قبر

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے پاک پتن جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قصور اور ریاست بہاولپور کے کچھ علماء پاک پتن آئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پاک پتن میں موجود دیکھ کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی جن کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شافی جواب دیا۔ پھر ان لوگوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو درست سمجھتے ہیں کہ جو شخص شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے بہشتی دروازہ سے گزر گیا وہ جنت کا حق دار ہو گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرتا ہے تو پھر تمہیں بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر یہ بات درست ہے تو اس کا اطلاق شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کیوں ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ۶ اور ۷ محرم الحرام کی درمیانی شب اس دروازہ سے گزر کر مزار کے اندر تشریف لے جاتے ہیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں داخل ہوا۔ لہٰذا تمام مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بہشتی دروازہ ہے۔

یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پر اعتراض کا جواب

ایک مرتبہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس بات پر اعتراض کیا کہ کہ آپ لوگ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگیں کہ یا اللہ! مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ میں کچھ عطا فرما۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے:

''ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو۔''

حق تعالیٰ نے یہاں اپنے نام کے واسطے سے سوال کرنے کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز نہ ہوتا تو اس پر احسان نہ جتاتے بلکہ ایسا کرنے سے منع فرما دیتے لہٰذا جملہ مذکورہ جس کا معاذ اللہ کے نام کے واسطے سے سوال کرتا ہے درست ہوگا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر معترض شخص شرمندہ ہو گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

نعمت عظمیٰ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۂ اخلاص نہ صرف رفع وغم کے لئے ہے بلکہ یہ تمام امراض کی دوا ہے۔ سورۂ اخلاص غم کو دور کرتی ہے' مغفرت کے طلب گاروں کو مغفرت عطا کرتی ہے۔ سورۂ اخلاص سالک کو رضائے الٰہی' اخلاص اور توکل کا درس دیتی ہے جو کو مفصل بیان کرنا الفاظ سے باہر ہے۔ سورۂ اخلاص وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے اعراض کرکے کشف واستخارہ کی طرف متوجہ ہونا عاشق الٰہی کے لئے موت ہے۔

جب تک چار کتابیں نہ پڑھی جائیں انسان مولوی نہیں بن سکتا۔ اول حضرت انسان' دوم عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا' سوم اسمائے حسنیٰ پر ہر قسم کا ارتباط اعیان ثانیہ کے ساتھ بذلہ ذات محبت اور اگر چہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں اور جب تک اپنے سر سے بزرگی کی بو نہیں نکالو گے بارگاہِ حقیقی میں کبھی باریابی نہیں پاؤ گے۔

انسان کا شرف حسب میں نہ کہ نسب میں اور درویش کبھی اپنی ذات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر جانتا ہے۔ حدودِ شرعیہ کی پاسداری کو نگاہ میں رکھنا' نماز پنجگانہ ادا کرنا' وظائف کو قضا نہ کرنا اور بہت سے لوگ اس لئے خالی اور خشک رہ جاتے ہیں کہ وہ ہر وقت اپنی خودی اور فخر کی جانب نظر رکھتے ہیں۔

مومنوں کی نصرت

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اولیائے عظام اپنے وظائف میں ''الٰہی بحق فلاں'' اور ''الٰہی بحرمت فلاں'' کے کلمات سے دعا کیوں مانگتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کچھ حق نہیں ہے؟

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ پر از خود کسی کا کچھ حق نہیں لیکن اگر وہ خود اپنے فضل سے ارشاد فرما رہا ہے:

وكان حقا علينا نصر المؤمنين

''مومنوں کی نصرت ہم پر حق ہے۔''

اور ہمیں حق عطا فرما رہا ہے تو پھر ان الفاظ پر کچھ اعتراض باقی نہیں رہتا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سن کر وہ شخص حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بے حد متاثر ہوا

رضائے حق

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے رضائے حق کی بابت پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی شان وشوکت کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے کہ وہ وظائف حصولِ ثواب اور رضائے حق کی نیت سے پڑھیں تاکہ ان کو ثواب کے ساتھ ساتھ مشکلات کا شافی حل بھی ملے اور رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میرے سینے کیں سوزش رہتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ تین مرتبہ پڑھ کر دم کرلیا کرو انشاء اللہ العزیز شفاء پاؤ گے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے فراغت معاش کے لئے وظیفہ دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نمازِ عشاء کی دو رکعات سنتوں اور وتروں کے درمیان ایک ہزار بار یا وھاب کا ورد کیا کرو انشاء اللہ العزیز فراغت معاش پاؤ گے۔

ایک فقیر سے ملاقات کا احوال

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ غازی خان میں ایک فقیر سے اپنی ملاقات کا احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ فقیر بڑا ہی صاحب کشف وکرامت تھا اور مستقبل کے حالات سے آگاہی دے دیا کرتا تھا۔ اس فقیر نے میرے متعلق کئی پیشین گوئیاں کیں جو بعد میں درست ثابت ہوئیں۔ جب میں ڈیرہ غازی خاں سے ملتان روانہ ہوا تو وہ فقیر میرے ہمراہ ہولیا۔ راستے میں ہم دریائے سندھ کو عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے تو راستے میں ہم نے ایک عورت کو دیکھا جو دودھ کا برتن لئے مشک پر تیر رہی تھی۔ میری توجہ کچھ دیر کے لئے اس عورت کی جانب ہوئی تو اس فقیر نے مجھے اپنی جانب متوجہ کیا اور کہنے لگا کہ تار ٹوٹ گئی۔ میں اس کا مطلب سمجھ گیا کہ اس کے کہنے کا مطلب ہے کہ میں ذکر الٰہی سے غافل ہو گیا۔ پھر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بگھی میں لے جائیں گے اور مجھے پیدل چلائیں گے کیونکہ تم اس کے لاڈلے جو ہوئے تاہم ریل گاڑی میں ہم اکٹھے سفر کریں گے۔ میں نے اس فقیر کی بات سن کر کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں میں بگھی میں کیسے سفر کروں گا؟ اس فقیر نے کہا کہ میرے پاس بھی پیسے نہیں ہیں مگر اللہ عزوجل کی یہی مرضی ہے۔ چنانچہ جب ہم دریا پار کرنے کے بعد جب کشتی سے اترے تو مجھے ایک بگھی مل گئی جس پر میں سوار ہو گیا اور میں نے اس فقیر کو بھی بگھی پر بیٹھنے کو کہا مگر میرے کہتے کہتے وہ بگھی سواریوں سے بھر گئی اور یوں اس فقیر نے ریلوے اسٹیشن تک پیدل ہی چلنا شروع کر دیا۔ جب میں ریلوے اسٹیشن پہنچا تو ٹرین تیار تھی۔ اس دوران میرے دل میں خیال آیا کہ وہ فقیر ابھی تک نہیں پہنچا اور ضرور اس کا کشف غلط ثابت ہوگا۔ کچھ دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ ٹرین دو گھنٹے لیٹ ہے۔

اس دوران وہ فقیر بھی پہنچ گیا اور سید ھا میرے پاس میرے ڈبے میں ہی آ گیا۔ میں اس فقیر کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور میرے دل میں اس کی قدر مزید بڑھ گئی۔ پھر اس فقیر نے مجھے بتایا کہ وہ پولیس میں ایک سپاہی تھا اور ایک مرتبہ میں نے ایک ملزم کو گرفتار کیا اور اسے لے کر چلا تو راستے میں ایک قبرستان سے گزرے۔ اس ملزم نے ایک خستہ حال قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا شروع کر دی۔ میں نے اس سے کہا کہ جیسی قبر کی حالت ہے ایسی ہی قبر والے کی بھی حالت ہو گی کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو جلدی چلو۔ پھر اُس رات مجھے ایک بزرگ کی زیارت ہوئی جو مجھے حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں لے گئے اور میری سفارش کی۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ میاں ہماری قبر تو ٹوٹی پھوٹی سہی مگر ہم نے تمہارا کام تو بنا دیا۔ چنانچہ جب میں صبح بیدار ہوا تو میری حالت بدل چکی تھی اور میں نے ملازمت سے استعفیٰ دیا اور آزاد ہو گیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ دورانِ وعظ فرمایا کہ اس فقیر نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ میری آخری عمر میں گولڑہ شریف ضرور آئے گا اس وقت میری عمر ۷۰ سال ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ فقیر ابھی بھی زندہ ہے اور اس بات کا بھی یقین ہے کہ وہ گولڑہ شریف ضرور آئے گا کیونکہ میں نے اس کے منہ سے کبھی کوئی غلط بات نہیں سنی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین اولیاء

ذیل میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ہم عصر اولیاء کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت حاصل تھی یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سلسلہ نقشبندیہ کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت میں بسر کی اور اپنے مریدوں کو بھی اس کا درس دیا۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کابل سے ہجرت کر کے پنجاب آئے اور قصور میں رہائش اختیار کی۔ قصور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے حجرہ شاہ مقیم میں جا کر سکونت اختیار کی اور پھر وہاں سے شرقپور شریف میں آ کر آباد ہوئے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام عزیز الدین تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ارائیں برادری سے ہے اور خاندانی پیشہ کھیتی باڑی تھا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ رہبر شریعت وطریقت حضرت بابا امیر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اتباع شریعت اور پیروی حکم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت ہی کامل بزرگ تھے اور ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے طلب گار رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عقائد کے بڑے سخت پابند تھے اور حنفی المسلک تھے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل پر توکل اس قدر تھا کہ آپ

رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہماری مسجد اوپر نیچے سے مہمانوں سے بھر جائے اور ہمارے پاس ایک پیسہ بھی ان کو کھلانے کے لئے نہ ہو تو ہمیں اس بات کی فکر نہ ہوگی کہ پیسے کہاں سے آئیں گے اور کہاں سے ان آنے والوں کے کھانے کا انتظام ہوگا سب کچھ اللہ پاک محض اپنے فضل سے کر دے گا اور لوگ دیکھتے رہ جائیں گے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات اُس وقت ہوئی جب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پشاور سے واپس شرقپور شریف آتے ہوئے راستے میں گولڑہ شریف گئے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرمائی۔ اس ملاقات میں دونوں حضرات کے درمیان علمی اور شرعی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور بعدازاں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اجازت لے کر رخصت ہوئے۔ اس کے بعد آپ دونوں حضرات میں ملاقاتیں اکثر و بیشتر شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر ہوتی رہیں۔ شیخ فضل قادر بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ' شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے قریب تشریف فرما تھے کہ اس دوران حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ تکلیف نہ فرمایا کریں تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو یہاں شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے بھی حاضر ہوتا ہوں۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کے مطابق شرقپور شریف کے دوہڑاں والے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی چونکہ کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال

کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور اُن کے وصال کے بعد اب اُن کی اولاد دربار شریف کی سجادگی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اکثر و بیشتر ہوتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دیوبندی علماء سے فارغ التحصیل ہیں اس لئے اب وہ مولویوں کی طرح قادیانیوں سے اُلجھ رہے ہیں ورنہ اولیاء کو مناظروں سے کیا واسطہ ہے؟ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان باتوں کا ذکر تونسہ شریف عرس کے موقع پر حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی تونسہ شریف حاضر نہیں ہوتے۔

حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا تذکرہ سیال شریف عرس کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کبھی تونسہ شریف ضرور جائیں کیونکہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر کچھ بار معلوم ہوتا ہے جس کا رفع ہونا بے حد ضروری ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف میں عرس کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد سیدھا تونسہ شریف روانہ ہو گئے حالانکہ اس وقت جولائی کا مہینہ تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات ایک مسجد میں نماز کے بعد ہوئی جس میں سلام دعا اور مزاج پرسی کے علاوہ کوئی بات نہ ہوئی۔ اگلے روز دونوں حضرات میں تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر اٹھائے گئے اعتراضات کو بیان کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرات کے حوالے سے اعتراض پر جواب دیتے ہوئے فرمایا

''میں اس امر میں معذور ہوں کیونکہ جس طرح مرزائی دلائل دیتے ہیں اگر کوئی صاحب علم اس کی تردید کر سکے تو مجھے مناظرات کی کوئی ضرورت نہیں بصورتِ دیگر میرا چپ بیٹھنا مناسب نہیں ہے اور اگر مسلمان ہی نہ رہیں گے تو صوفیائے کرام تصوف کی تعلیم کسے دیا کریں گے۔''

اسی تفصیلی ملاقات میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خدشات کو دور کر دیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تونسہ شریف میں پانچ روز تک قیام فرمایا اور اس دوران دونوں حضرات کے درمیان علم وعرفان کی کئی صحبتیں رہیں جن میں کئی علمی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوتی رہی۔ اس ملاقات کے بعد حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان کئی اور ملاقاتیں ہوتی رہیں اور دونوں حضرات کے درمیان خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

حضرت خواجہ محمد دین المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد دین المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد دین تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت اور پیار تھا اور حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد عزت وتوقیر فرماتے تھے۔ حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کے بارے میں جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فوری طور پر سیال شریف حاضر ہوئے اور عیادت فرمائی۔ حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر وبیشتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی میں شعر بھی فرماتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت وصال قریب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان لمحات میں بھی حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہ

بھولے اور اور اکثر و بیشتر انہی کی باتیں کرتے رہتے تھے۔

بھلدے نئیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے
بول سانول یار روہی رول دے

حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر سجادہ نشین تھے اور شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ چشتیہ کے اوراد و وظائف اور تلقین کی اجازت عام دی تھی۔ حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں اپنے نانا حضرت دیوان اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔

حضرت دیوان اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر سجادگی کے فرائض انجام دیتے تھے اور اللہ عزوجل نے انہیں نرینہ اولاد عطا نہیں فرمائی تھی۔ حضرت دیوان اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر پالا تھا اور انہیں اپنے بعد دربار شریف کا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جب حضرت دیوان اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور سجادگی حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی تو حضرت دیوان اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ کے بااثر بھتیجے میاں فتح محمد نے زبردستی سجادگی پر قبضہ کرالیا۔ حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عدالت میں دیوانی مقدمہ دائر کیا دیا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کی دھمکیاں ملنا شروع ہو گئیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعا فرمائی اور کچھ عرصہ بعد عدالت نے حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور یوں حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دربار شریف کی سجادگی دوبارہ مل گئی۔ جب شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن پہنچے تو حضرت

دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پُرتپاک استقبال کیا اور تعظیم بجالائے۔ بعدازاں حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دلی انسیت اور عقیدت حاصل ہوگئی اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کے لئے پاک پتن شریف آتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہی قیام فرماتے تھے۔ حضرت دیوان سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۴ء میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان پہلی ملاقات پاک پتن شریف میں شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر ہوئی۔ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کے سجادہ نشین تھے اسی لئے اسی نسبت کی وجہ سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ازحد عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی سعادت بھی حاصل تھی اور حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا رہبر طریقت مانتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف بھی حاضر ہوئے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک خصوصی مقالہ ''منادی'' بھی شائع کیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت ہی مشہور اہل قلم حضرات میں شامل ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مصورِ فطرت کا لقب دیا گیا۔

عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس کو احاطہ تحریر میں لانا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو رب کریم خود بیان کرتا ہے اور قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو جیسا کہ بھیجنے کا طریقہ ہے۔''

وہ ہستی جس پر اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے درود وسلام پڑھتے رہتے ہیں اور جس کی تلقین اللہ ایمان والوں کو بھی کر رہا ہے تو پھر ہمیں بھی چاہئے کہ اس ذات بابرکات پر ہمہ وقت کثرت سے درود وسلام بھیجتے رہیں تا کہ ہم بھی مقبولان بارگاہ خداوندی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا طریقہ یہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کریں اور اُن کے بتائے ہوئے اقوال وافعال پر سچے دل سے عمل پیرا ہوں تا کہ ہم بھی مقبولان بارگاہ خداوندی میں شامل ہوں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں بھی عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اتم موجود تھا اور یہ اس عشق کی ہی کشش تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت سے ٹکرا گئے اور اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا کچھ ہوش باقی نہ رہا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر دور دراز کے سفر بھی کئے اور ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو ہر جگہ شکست فاش سے دوچار کیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب حج کی غرض سے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور

ارکانِ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ شریف جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دلی کیفیت میں اس قدر ہیجان برپا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی تڑپ مزید بڑھ گئی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مشہور شہرۂ آفاق نعت کہی اور اپنے جذبات اور دلی کیفیات کو اس عمدگی سے اشعار کے ذریعے بیان کئے کہ ان کیفیات کو بیان کرنے کے لئے عام انسان الفاظ کی تلاش کرتا رہ جاتا ہے مگر پھر بھی ان کیفیات کو بیان نہیں کر پاتا۔

اَج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وِچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اَکھ مستانی اے
مخمور اَکھیں ہن مدھ بھریاں
دو ابرو قوس مثال دسن
جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباس سرخ آکھاں کہ لعل یمن
چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کے جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہہ صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی نظر
سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں
سبحان اللّٰہ ما اجملك
ما احسنك ما اکملك
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر مدینہ طیبہ میں جب وادیٔ احمر کے مقام پر پہنچا تو راستے میں ڈاکوؤں کے حملے کے پیش نظر میں نے مجبوراً عشاء کی نماز کی سنتیں ترک کر دے۔ دورانِ سفر جب میں سو گیا تو مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی جو عربی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے اور اپنے حسن باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آلِ رسول کو میری سنت ترک کرنا نہیں چاہئے۔ میں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ نرم تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور روتے ہوئے زار و قطار ''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہنے لگا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں اس خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حسن و جمال کے متعلق میں کیا ہوں میری زبان اس کیفیت کو بیان کرنے سے عاجز ہے اور اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

فرمودات

- انسان کو ہمیشہ خود کو با جمال رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ عزوجل خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔
- دشمنوں کی ایذا رسانی پر صبر کرو اللہ عزوجل تمہیں اس کا بے حساب اجر دے گا۔
- سیادت اعلیٰ شرف ہے اسے حقیر دنیا کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔
- درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔
- وصل کے معنی ہستی موہومہ کو مٹانا ہے۔
- غیرت کی نفی نفس الامر میں ہے اور حقیقت میں محبوبِ حقیقی کے بغیر کوئی غیر موجود نہیں ہے۔
- وہم کے غلبہ سے تغائر پیدا ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک فنائے کامل حاصل نہیں ہوتا۔
- دنیا اور حکمرانوں سے بے رغبتی اللہ والوں کا خاص وطیرہ ہے۔
- پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب کے مطابق ہدایت دے۔
- مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو پیر کی ہدایت پر عمل پیرا ہوا۔
- درویشوں کو شاہی دربار کی حاضری مناسب نہیں۔
- جو شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا اُس کی مثال درخت بے ثمر کی سی ہے۔

منظوم کلام

(۱)

بن تساڈے ہر گھڑی سو سال دی
بہہ ٹھکانے پئی تساڈے بھال دی
اِک وچھوڑا دوجے طعنے جگ دے
پیراں تھیں سر تک المبے اگ دے
بالدی دِیوے پئی خانقاہاں تے
آوندا ویکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی
مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے
خیر ہووی اُنہاں نوں ذرا روک تے
جا سنیہڑا دیویں اُنہاں جانیاں
گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں

(۲)

نسیما! قاصدانہ ویس لائیں
لوجہ اللہ ماہی دے دیس جائیں

ادب سیتی دیویں بوسہ زمیں نوں
تے اکھیں اس طرح اُس نازنین نوں

مدت ہوئی نہ ملیا یار پیارا
کدیں منزل کرے سوہنا اُتارا

بہانواں کول آکھاں بول وے ڈھول
ترے بولن اُتوں عالم کراں گھول

کے ہوسی چانوازیں گولڑی نوں
زیادہ نہ کریں گل تھولڑی نوں

وچھوڑا ناں کسے دے پیش آوے
کسے دا یار ناں پردیس جاوے

(۳)

اجے دی اوہ پیاں دسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں
نال خوشیاں دے رل مل جتھے راتاں کالیاں جالیاں

ارے تھیں اوہ ہے اریرے ہے پریرے پرے تھیں
بے شک آپے آپ ہے اساں سکھے جھوکاں بھالیاں

رات وِچ تینہوں ویکھ سمجھے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِك
کجھ نہ وچ سب کجھ ہے ڈھرا ایہہ بے رنگی چالیاں

جے آکھاں توں دسدا نا ہیں تیرے بن پھر کون ہے؟
روپ کس دامیں دساں دینویں جے توں ای وکھالیاں

ہے جو تنزیہہ عین تشبیہہ جمع حق مشہود ہے
کرم کیتا غوث الاعظم اپنے سردیاں والیاں

پا کے گل ول پیچیاں زلفاں دی میں روتی وتاں
ساوی پیلی ہورہیاں گیاں سرخیاں تے لالیاں

(۴)

رہندیاں پل پل سکاں دم دم اڈیکاں تیریاں
گنڈ ولا کے ٹر گیوں سجناں پریتاں نہ پالیاں

جھات پا کے دل گیوں ساری رین گزری روندیاں
نین برسن زار رم جھم جیویں بدلیاں کالیاں

فِی الْمَنَامِ قَدْ تَفَضَّلْتَ عَلَیَّ مُنْیَتِی
اَرِنِی فَضْلًا جَمَالَكَ فَارِحْنِی فِی الْعَیَانْ

دل دا وہڑا خانہ اکھیاں دا دوہاں نوں انتظار
قدم پاویں جیوندیاں جیوندیاں تد ہوون خوشحالیاں

ویکھ لو رج کے اکھیو کجھ وساہ نہیں دم دا
پھر بھی پیاں ویکھسن کوئی خوش نصیباں والیاں

مہر ہے ساری علیؑ دی شک نہ رہیا اک ذرہ
تاہیں اوہ پیاں دسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں

(۵)

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال
صَلّٰی عَلَیْہِ ذُوالجَلَالُ

روندیاں نیناں نوں سمجھا رہی
لکھیا پڑھیا سب بھلا رہی
ہک نام سجن دا گا رہی
رگ رگ تے لوں لوں ساہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

جس دی سک مینوں اوہ تاں آیا نہیں
ہک جھٹ گھڑی سکھ پایا نہیں
پل پل گھڑی دے سو سو سال
صَلّٰی عَلَیْہِ ذُوالجَلَالُ
دل لگڑا بے پرواہاں نال

سوہنا میں توں کیوں چت چا گیا
لگیاں پریتاں بھلا گیا
قسمت سڑی دا داؤ پیا

تتی ریت عرب دیاں راہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

جیندی جند تلی تے دھر رہی
گل پلڑا منتاں کر رہی
لکھ واری توبہ پڑھ رہی
رٹھڑا مناون دا خیال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

کراں یاد میں سوہنی جھات نوں
اس سفر عرب والی رات نوں
اس حمرا وادی دی گھات نوں
یَا لَیْتَنِیْ یَوْمُ الْوِصَالُ
دل لگڑا بے پرواہاں نال

سارا دن گزاراں بھوندیاں
گھت پلڑا مکھ تے روندیاں
ہنجواں نال مکھڑا دھوندیاں
ساری رین سولاں تے آہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

کیتی بھج کے وانگ کباب ہوئے
پیتے باجھ شراب خراب ہوئے
سرشار اتے بے تاب ہوئے
انہاں خونیاں مست نگاہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

کیتی وِچ غماں غلطاں ہوئے
اندر یاد سجن مستان ہوئے
حیران بھوں پریشان ہوئے
انہاں پیچیاں زلف سیاہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

آدم تھیں تا عیسیٰ مسیح
نغمی بلبلین سب نبی
اُتھے ہوسی ہک امتی
احمدؐ نبی صاحب مال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

ربی الہٰی صمدی
صَلِّ وَسَلِّم عَلَی النَّبی
فاطمۃ الزھرا وَ علی

حسنین جگ دی پناہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

مہر علی توں کون بچارا
نپٹ لاشے تے اوگن ہارا
سر تے چاکے عیباں دا بھارا
لاویں پریت توں شاہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

لا کے پریتاں کدی نہ نسے
بھیت دلاں دا مول نہ دسے
اندر رووے تے باہر ہسے
ملے سداں بے چاہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

مہر علی کیوں پھریں اُداسی
اَج کل سوہنا آ گل لاسی
ہوسن خوشیاں تے غم جاسی
ملساں لمیاں کر کر باہاں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال

(۶)

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا

دکھ آئے سکھ بھاگ گئے
سب عیش مٹا سارا چین پیا

تن من دھن سب تجھ پر واروں
وار دیواں کونین پیا

جیا تڑپت ہے درسن دیکھو
صدقہ حسنؓ حسینؓ پیا

وصلِ علی کیا شان ہے
لا مِثْلَکَ فِی الدَّارَین پیا

مہر علی ہے حب نبی اور حب نبی ہے مہر علی
لَحْمُکَ لَحْمِی جِسْمُکَ جسمی فرق نہیں مابین پیا

(۷)

سینہ مالا مال درد است و بجوید هر دمے
درد بر در دگر زخمے بجائے مرہمے

قرعہ فالش بنام آدم خاکی زوند
گل بودنے دل کہ بادردے بجوید مرہمے

دل کند زخمے رفوگر مہرباں دارد طلب
نوک مژگاں راصبا بار دگر گو مرہمے

بستہ شد اندر ازل خاطر بداں شور جہاں
کز نسیم تاب زلفش نوریاں پیچد ہمے

اکحل العینین اِملح و ازج الحاجبین
سرمہ گیں چشمے کماں ابرو ملیحے ارحمے

(۸)

آشفتہ مہروے پرناز و ستمگارم
من کشتہ ابروئے آں دلبر عیارم

برباد سیہ چشمے ہمہ روز سیاہم شد
وز ناوک مژگانش صد خار بہ دل دارم

از زلف پریشانش شد خانہ بہ دوش من
در مصحف روئے او آیات خدا دارم

عشق آمد و شد ساری چوں بو بہ گلاب اندر
اُو درمن ومن دروے سریست زا سرارم

بیروں نہ زوم قدمے ویں طرفہ تماشا بیں
پر آبلہ شد پائم عمریست کہ سیارم

(۹)

گرچہ غرق بحر عصیانیم ما
آیتِ لَا تَقْنَطُوْا خوانیم ما

کن بشیایان درت مارا قبول
حضرت را گر نہ شایانیم ما

برزمین عجز، بہر وصلتت
عمر ہا شد جبہہ سایانیم ما

گر نباشد لام لطفت دستگیر
در خجالت تا ابد مانیم ما

عقل کل عاجز بماندہ در صفات
کنہ ذاتت را کجا دانیم ما

(۱۰)

گو نامہ سیہ کردم از بسکہ گنہگارم
اما نظرے بستہ بر رحمت غفارم

احباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں راندند
حاشا کہ بہ حق شاں جز عفو روا دارم

در کوئے خدا بنیاں زاں روز کہ شد گذرم
از مذہب خود بینی بیزارم و بیزارم

رم کردہ ز غیر او دارم دلکے شیدا
بے ہوشم و با ہوشم بے کارم و با کارم

تا ساقی مستانم مے ریختہ در کامم
عریاں و خرا باتم رقصانم و سرشارم

(۱۱)

مور لنگیم و ضعیف و مضطرب
چون نظر افتد سلیمانیم ما

خواجۂ ما رحم بر جمعِ لطیف
بر درت اللہ گویانیم ما

گر نباشی رہنما در وصل خویش
ہمچناں اعمے و کورانیم ما

می کنم در یوزہ وصل ترا
شیئاً للہ از گدایانیم ما

می کند مہر علی از سوز دل
نالہ ہا کہ وصل جویانیم ما

(۱۲)

صبا ز طرۂ شب رنگ مہوش طناز
کشود نالہ مشکیں بروئے اہل نیاز

یَیم گدائے درِ مفلسی و کوتاہ دست
کجا ایں غالیہ عطری و قصہ ہائے دراز

توئی کہ ذرہ صفت را بہ آسماں بردی
چگو نہ شکر تو گوید کمینہ بندہ نواز!

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست
کمال حشمت محمود را بہ عجز ایاز

رہیں ساقی چشم کہ جرعہ بچشاند
ز جام چہرۂ ترکان مہوشان حجاز

بہ بزم بادہ فروشاں بہ نیم جونہ خرند
متاع زاہد طماع چہ حج و صوم و نماز

مبرا ز پیر مُغاں راز ہائے سربستہ است
فغاں ز واعظ خود بیں کجا است محرمِ راز

اگرچہ حسن تو از مہر غیر مستغنی است
من آں نیم کہ ز ایمان خویش آیم باز

(۱۴)

راوی از ہجراں شکایت می کند
از وصالش ہم روایت می کند

گشتہ ام مہجور ترا از اصل خویش
تیز تر پویم برائے وصل خویش

آمدم از بحر و می پویم بہ او
روزگار وصل می جویم بہ او

راوی و مروی و مروی عنہ ہم
گشت چوں ہجراں و وصل ایں جا بہم

وہم ظل علم او ظل وجود
داند او کو راست وا چشم شہود

(۱۴)

پس ازیں فرمودہ حق در والضحیٰ
بانگ کم زن اے محمد بر گدا

چوں گدا آئینہ جود است ہاں
دم بود بر روئے آئینہ زیاں

فلسفی در ماہی عرش تیز شد
وانکہ جز ماہی است ز آبش سیر شد

دہریہ در عیش فانی کور و کر
ماند در علم کیانی خیرہ سر

مرغ تاب شور باشد مستنش
بچہ داند جوئے آب روشنش

اے کہ اندر چشمۂ شور است جات
تو چہ دانی شط جیحون و فرات

اے تو نارستہ ازیں فانی رباط
تو چہ دانی محو و سکر و انبساط

در بدانی نقلت ازاب وجید است
پیش تو ایں نا مہاچوں ابجد است

ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید
برہمہ طفلاں و معنی بس بعید

توچہ دانی سر ایں را اے عمی
چوں ندانی کُلَّ شَیٍ کُلِّ شئیً

بساعتے واکن عقالِ بعیر را
بشنواز نے نالہ شبگیر را

تابہ او یعقل بہ او یبطش شوی
ہم بدو یسمع بدو یبصر شوی

(۱۵)

لوح محفوظت شود مشہود عین
از چہ محفوظ است محفوظی زشین

غیر از معقول ہا معقول ہا
بنی اندر دل علوم انبیاء

علم تو علمش و علمش علم تو
حلم تو حلمش و حلمش حلم تو

تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیست ایں
فی مرایا العدم قد ظہرا المتین

ایں زماں جاں دامنم برتافت است
بوئے پیراہان یوسف یافت است

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست
شرح آں یارے کہ آں را یار نیست

از ہمہ اوہام و تصویرات دور
نور نورا نور نورا نور نورا

ایں سخن لا ریب حق است اے اخی
وجھهٗ فی کل شیءٍ یجتلی

خاصہ در انساں کہ نوع آخر است
کون او جملہ جہاں را حاضر است

زیں جہت عالم صغیرش گشتہ نام
فالعوالم اربعہ بنگر تمام

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر
باز گو از گومگو نعم الخبر

کیست نے کو می سراید دمبدم
من نیم واللہ یارا من نیم

(۱۶)

این فغاں و نالہ ہائے زار او
می رود تا صحن عرش یار او

ہمچو نے گشتہ تہی از خویشتن
زار و گریاں است از حُبِ وطن

اوست فانی از خود و باقی بحق
مَن رآہُ فقد رأی ربَّ الفلق

بینش چشمے کہ دید از فیض ذات
مطمحش لا غیر اللہ و ہست

دیدن [illegible] چشم [illegible] عشق
کے بود چوں دید [illegible]

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
کز تو مجنوں شد پریشان و غوی

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

دیدہ مجنوں اگر بودے ترا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

چیست دانی چہرہ زیبائے دوست
دید حق را آئنہ گویم نہ اُوست

بالب دمساز خود جفت است او
زاں چوں نے بس گفتنی گفت است او

سر او نائی ست اُو جز تے نیست
شور ہاؤ ہوئے او بے نے نیست

گفتہ نے گفتہ نائی بود
گو ظہورش ازدہان نے شود

(۱۷)

شیأللہ شاہِ جیلاںؒ اعطنی
یا معین الدینؒ چشتی آتنی

ہر زباں می خواند از عشق مزید
یا فریدؒ یا فریدؒ یا فریدؒ

رحم فرما اے سلیمانؒ زماں
الہدی اے تو نشان بے نشاں

المدد یا شمس دیں غوث جہاں
فضل حق یا فضل دیں کہف الاماں

چوں حدیث روئے شمس الدین سید
شمس چارم آسماں سرور کشید

نور روحانی بدر شمس سیال
دولت حقانی و باقی بے زوال

از افول آمد منزہ شمس دیںؒ
غیرش آفل لَا اُحِبُّ الآفِلِیْن

شرح احسانات و فیض مستمر
ایں زماں بگذار تا وقت دگر

اولیاء صیقل گرانِ روم داں
نے چوں نقاشان چیں بعت گراں

دل ز غیر دوست چوں صافی کنند
ہر دو با خود آئنہ بازی کنند

عکس مہ روئے فتدآں گہ درو
کہ مصطفیٰ باشد و ہم روبرو

کن مرآت خود از غیر حق
کے تری فِیْہِ وُجُوہاً وجہِ حق

(۱۸)

کدیں پردیسیاں نوں یاد کرنا
غریب الوطن دا دل شاد کرنا

کوئی ہووے سیو کشتی مہانا
اساں سر پر سجن دے ویس جاناں

جہناں میں سگ مدینے دی گلی دا
ایہہ رتبہ ہے تہ کامل ولی دا

وہ سمجھا تو اجیاں رہندیاں نوں
جگر دا خون جر جر تھوندیاں نوں

دی سمجھاتے آون باز ناہیں
روون دھوون تے دل باز ناہیں

(۱۹)

مئے توحید از خم خانہ غیب
بمستان الست انعام کردند
چوں غلطیدم بہ مستی ہا بہ ھر سو
حریفاں مستی از من و ام کردند
ہویدا شد در امکاں صورت حق
بہ آن صورت جہاں را رام کردند
بمہرآں کہ غیرش نیست موجود
بخود آغاز وہم انجام کردند
قَدْ کَانَ وَمَا مَعَہُ مَا کَانَ مِنْ اَلْاَ کْوَانُ
اَلْآنَ کَمَا کَانَ مَشْھُوْدِ دِل نارم
تا یافتہ ام خبرے از باب علوم ل
ولدادہ بہ مہر آں شہ حیدر کرّارم
الملك لِمَنْ غَلَبْ نامیست زمن باقی
از قرب مع اللہ برتر شدہ زاں کارم
از سلسلہ فقرم اے دوست چہ می پرسی
ولدادہ بہ مہر آں شہ حیدر کرارم

(۲۰)

شمس نورانی کہ نور مطلق است
در ہمہ آفاق نورش مطبق است

گشت خورشیدے نہاں در ذرۂ
شیر نر در آستین برۂ

از پے روپوش عامہ درمیاں
مہر شہ شد مشتہر بر ہر لساں

چونکہ نور افشاند بر لاہوریاں
ظل مخروطی خفت فی القادیاں

شب زِ روز و روز از شب شد عیاں
فَمَحَوْنَا آیت اللّیل بیاں

ویں عجب کاں شمس از نور قدم
ناتواں را بود خود صاحب علم

اَنْتَ تَہدِی اَنْتَ تُضِلُّ مَنْ تَشاء
اَنْتَ تَحذرُ اَنْتَ تذلُل مَرَرا

طرفتہ العینی نئہ ازما جدا
بس عجب از دردِ ہجراں نالہ ہا

چشم عاشق بہر جست و جوئے جاں
شد بہ خاک کوئے تو غوطہ زناں

گر نہ دادے نام پاکت دست را
کس نہ دیدے در جہاں ایں مست را

(۲۱)

از مسمّیٰ اسم چوں راند نفس
عالمے راگوش بر بانگ جرس

نام دادی از کرم دیوانہ را
نسخہ فیہ الشقا مستانہ را

نام پاکت ساختہ ورد زباں
مہر تو را درولش کردہ نہاں

خاصہ مستانے کہ مست اندر الست
مونس جاں ہائے شاں بدسوز تفت

آں مقیماں ہر کوئے کے
واں اسیراں خم موئے کے

راکعیں بریاد ابروئے کے
ساجدیں سرشار مہ روئے کے

ہر دو عالم در ہوایش باختہ
پائے از دیدہ براہش ساختہ

سیما آں سروِ بستانِ خدا
شاہبازِ قدس آں شمس العلی

طلعت رو از تجلی فی الخیال
مدر کہ با ناطقہ گردند لال

بس کن اے دل قصہ بے انفصام
السلام اے بدر شمسم والسلام

(۲۲)

زاں شدی موسوم با محرم علی
محرمی زاں عالم سر و خفی

چوں محرم با علی ہم خواندہ اند
از برایت حال نیکو راندہ اند

یعنی ہتک عزت کردہ حرام
آں علی غالب ذوالاحترام

از حریم جمع در بیدائے فرق
ماندہ ای مہجور در ظلمائے فرق

زاں حدیث راہ پرخوں می کنی
قصہ ہائے عشق مجنوں می کنی

روح مستاں شاہ ست نائی ونیت
می دہی بیروں دمیدہ نائیت

گفتہ تو گفتہ آں روحت است
گو بظاہر انتسابش سویت است

بالب دمساز خود پیوستہ ای
از تکلف ہائے کلی رستہ ای

بلبل بستان چشتی خوش بگو
ہاں وہاں بر گومگو اصلاً بگو

جود محتاج است خواہد طالبے
ہمچناں کہ توبہ خواہد تائبے

جود می جوید گدایان وضعاف
ہم چوں خوباں کاینہ جویند صاف

رُوئے خوباں ز آئنہ زیبا شود
رُوئے احساں از گدا پیدا شود

(۲۳)

اس چشم سیہ مدھ بھری پر سحر و فتن سے
سلطاں بھی اگر اُلجھیں تو اچھا نہیں کرتے

بے ساختہ تھا زخم جگر نوک مژر سے
پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے

کہہ دیوے کوئی کیسے بھلا میر عربؐ سے
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

ہے مہر و ناطرز و ادا آل عبا کی
ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے

(۲۴)

لایا مہندی خون اجل دی اے
ایہہ مہندی روز ازل دی اے

ایہہ مہندی فاطمہؓ سین دی اے
خون پاک شہید حسینؓ دی اے
ایہہ حوراں نال نال رلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

نبیؐ علیؓ دا دُرِّ یگانہ
فاطمہ مائی دا لال خزانہ
نانا پاک دا پہن کے بانا
طرف مقتل دے تھیا روانہ
جنبش ہوئی زمین اساناں
نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

آکھے نبی علی تے فاطمہ زہرا
فرزند حسینؓ تو ویہلا آ
سانوں سک تیری پل پل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

شاہ تیری مہندی دا پتر ساوا
کوفیاں رل مل کیتا دھاوا
اینویں لکھی ہوئی روز ازل دی اے
لایا مہندی خون ازل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا پتر بیلا
سو نیپوئی رب نوں خویش قبیلہ
تینوں پئی مصیبت کربل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ ڈلارا
روندا تینوں عالم سارا
ساری خلقت تلیاں ملدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ ہے سوہا
امت نوں ہے تیرا بوہا
ساری امت جلدی بلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

ایہہ مہندی سوہنے باگ دی اے
وِیٹکھ ہر کُسم دی لاگ ذی اے
تاہیں ہوراں نال نہ رلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

ادھر پاک معصوم پیاسے ترسن
جتھاں تے مینہ تیراں دے برسن
ادھر تیغ حسینؓ تے چلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

رب نوں آیا ایہو بھانڑاں
رتبہ شہیدی تینوں دوانڑاں
نہیں تاں تھوڑ اُتھے کیہڑی گل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

سبحان اللہ تیرے رنگ الٰہی
اوہ سوہنی صورت فاطمہ جائی
اَج خاک وچ پئی رلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی انے

مہرؔ علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی
دائم قائم ذات خدا دی
تیری وسدی وی پل جھل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

(۲۵)

واحد العین است یک سُو بنگرد
از ہمہ رفقا علیحدہ می رود

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا الاماں
اِنْ نَّسِیْنَا توز دستش وارہاں

یا ملاذ الکلّ یا کہف الوریٰ
اوست اعوذ نَجِّنَا یَا رَبَّنَا

گونُمش ہر چند لیکن نشنود
ہر کسے بر خلقت خود می تند

خلقتش یک چشمی است و احولی
رَبِّ فَاسْلُکْہٗ صِراطاً مستوی

(۲۶)

کسیت مولائے علیؓ مولائے کل
ھٰکذا قد قالہٗ ختمُ الرُّسُلْ

از نفوس ماست اولیٰ تر نبیؐ
پس علیؓ را ایں چنیں داں یا اخی

گشت اوّل از ہمہ نورِ نبیؐ
بود اقرب تر بہ او نورِ علیؓ

(۲۷)

جامع علم و حیا آں باوفا
مخلصی فی اللہ غلام مرتضےٰ

صانہ الرحمن من نار السقر
وقت ماخوش کردند اندر ایں سفر

دل نمی خواہد شود از ما جدا
یاعلیؓ امسک غلامک عندنا

جذبہ عشق است ساری در جہاں
اصل کل جذبات فاجُبِیتُ بداں

(۲۸)

ناید ایں اندر لباسِ صورت و حرف
غوطہ باید خود در دریائے ژرف

چشم میند و گوش بند اے بے نوا
صحن دل را پاک روب از ماسوٰی

کن سفر در خود بہ رجعت قہقہری
تا ز رمز روح و جانت پے بری

پائے کوباں تا بہ بامِ او رسی
از خودی خود بیروں آئی ورہی

از وطن بنی واز اہل وطن
جان خود بیں گر بروں آئی زتن

فہم کن اِنَّـــا اِلَیْـــہِ رَاجِـعُـون
ابتدا و انتہایت شد ہموں

اسم خواندی رو مسمی را بجو
مہ بہ بالا داں نہ اندر آب جو

اُذْکُــرُوا اللّٰــــہ کارِ ہر اوباش نیست
ارجعی برپائے ہر قلاش نیست

اُذْکُرُوْنِیْ راست آذْکُرْ درقفا
ذکر تاں را ذکر او نعم الجزا

با ملایک حق بگوید در سما
دوست دارم آں کثیر الذکر را

دوست دیدارش کہ او محبوب ماست
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ راسزاست

دادہ اسمش شرحِ صدر و رفع ذکر
ذکر او ہر جا کہ از ماہست ذکر

(۲۹)

دلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں علی حیدر کے موطن میں

یہاں لا کر کیا قائل فسون سحر کا اپنے
کمند زلف میں، تیر مژہ میں چشم پر فن میں

وہاں سوئے پڑے تھے خوش عدم کی نیند میں بے خود
جگا کر جلوہ دکھلایا ہمیں مظہر دیوانن میں

ارے ساقی ترے ممنوں ہیں سب رند دیوانے
پلا دے جام بھر کر جس سے سب غم جائیں آنن میں

نگارے والضحیٰ روئے و واللیل بجی موئے
ابھی گزرے ہیں اس راہ سے بھری خوشبو مشامن میں

سنا کر میٹھی باتوں کو دکھا حسنی صفاتوں کو
دلوں کے قافلے لوٹے ہیں خود بیٹھے مکانن میں

یہ کیسا ہے گداز و سوز کیسی ہے یہ بے خوابی
جگر میں آنکھ میں دل میں سراپا جسم میں تن میں

دل حیراں کی تسکیں کو خیال اُن کا غنیمت ہے
مجھے ڈر ہے نہ جائے اُن کی طرح لامکاں میں

مدینے میں بلا بھیجو قریب وادی احمرہ
تڑپ کر ڈال لوں میں ہاتھ پھر سیمین ساقن میں

حریف ساغر و مئے ہوں غریق بحر عصیاں ہوں
سہارا ہے فَتَرْضیٰ کا مجھے محشر مکانن میں

مجھے کیا غم ہے محشر کا مرا حامی ہے جب وہ شاہ
کہا لولاک وطٰہٰ و مزمل جن کی شانن میں

دِلا مت رو غلام ہو کر محی الدین جیلیؒ کا
مریدی لاتخف بس ہے سہارا ہر دو کونن میں

(۳۰)

کب کر سکے مدح تمام امام ہمام ہنام بھلا جگ سارا
جس فاتح خیبر ماہ منور شاہ غضنفر دیں کو سنوارا
وہ نبیؐ کے وصی اللہ کے ولی دو جگ میں بلی بہ خفی وجلی
وہ جب کہ پڑیں للکار مریں کفار ہوویں ناچار لوے ہنکار کبھی کا
حیدرؓ کے زور پہاڑ گریں کفار مریں در خیبر کو اُکھاڑا

کتابیات

۱۔ مہر منیر از مولانا فیض احمد
۲۔ ملفوظاتِ مہریہ از مولوی فقیر محمد
۳۔ پنج گنج عرفان از حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ تذکرہ اولیاء پاکستان از علامہ عالم فقری
۵۔ کلام پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ از علامہ فقیر محمدؒ جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ اقوالِ اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہماری چند دیگر مطبوعات



اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371